مسلسل اشاعت کے پچاس سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

597 / رجب، شعبان ۱۴۳۶ھ، مئی 2015ء

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ: مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

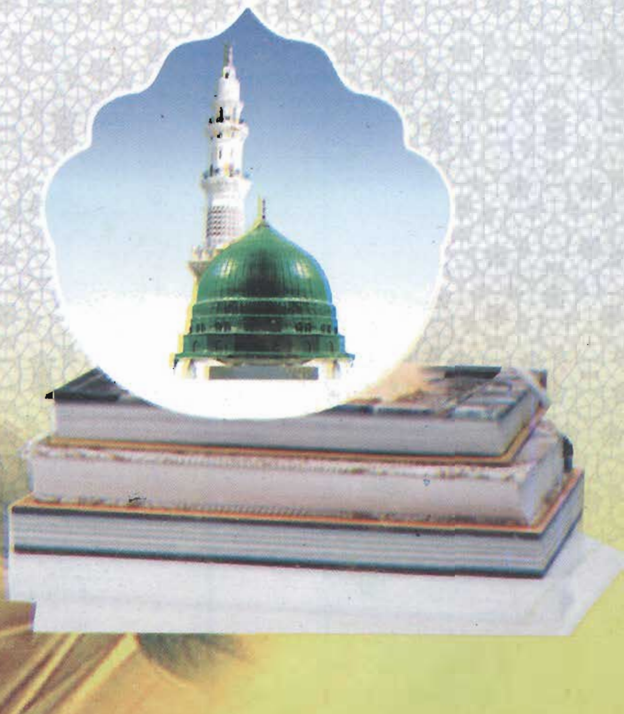

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین سوانحی اور تاریخی پیشکش

مولانا سمیع الحق

مولانا سمیع الحق

کے علم و قلم، ادب و تاریخ، درس و تدریس،
اعلاء کلمۃ الحق، قومی و ملی اور سیاسی خدمات،
قادیانیت سمیت تمام فرق باطلہ اور اُمت مسلمہ
کے خلاف عالمی صلیبی اور صیہونی دہشت گردی کا تعاقب،
نفاذِ شریعت کے لیے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر
تاریخ ساز جدوجہد، افغان جہاد، اور
تحریکِ طالبان سے لے کر دفاعِ پاکستان کونسل تک

تذکرہ و سوانح
شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق
جو ایک مردِ مجاہد کی
کہانی ہی نہیں
ایک عہد کی تاریخ ہے
ایک داستانِ سبق آموز ہے

تقریباً
پون صدی
پر مشتمل دلآویز،
سبق آموز داستانِ عزیمت

حیاتِ خدمات

مولانا عبدالقیوم حقانی

دو ضخیم جلدوں میں منظر عام پر آگئی ہے، ہدیہ: 900 روپے

القاسم اکیڈمی
جامعہ ابوہریرہ

خالق آباد ○ نوشہرہ ○ کے پی کے ○ پاکستان
رابطہ نمبرز: 0301-3019928
0346-4010613

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ

الحق

جلد نمبر 50

شمارہ نمبر 08

رجب، شعبان ۱۴۳۶ھ

مئی ۲۰۱۵ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: برما میں مسلمانوں کی حالت زار اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی۔
  دینی مدارس کے خلاف وفاقی وزیر پرویز رشید کی ہرزہ سرائی .... مولانا راشد الحق ۲
- دارالعلوم حقانیہ کی جلسہ دستار بندی .... حبیب اللہ حقانی، صاحبزادہ اسامہ سمیع ۴
- جدید فضلاء کی خدمت میں .... حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ ۱۱
- روئیداد: تقریب رونمائی کتب لاہور (۱) ''افغان طالبان نظریاتی جنگ اور امن کی جدوجہد''
  (۲) ''مولانا سمیع الحق حیات و خدمات'' .... مولانا ابوالمعز حقانی ۲۱
- عالم اسلام کی موجودہ صورت حال .... مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی ۳۳
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا حافظ عرفان الحق ۳۷
- قرآن کریم، ایک معجزہ کتاب فضائل و آداب .... شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق ۴۷
- ''فقہ البیوع'' مولانا محمد تقی عثمانی کا ایک نیا علمی کارنامہ .... ڈاکٹر بدرالحسن القاسمی ۵۴
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب .... محمد اسرار ابن مدنی ۶۳

نوٹ: ادارہ کا کالم نگار حضرات کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: 630435- 923 92+
فیکس نمبر: 630922- 923 92+
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک $35 امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

برما میں مسلمانوں کی حالتِ زار

اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی

کرہ ارض پر بدقسمت مسلمان کسی ٹوٹی تسبیح کے بکھرے دانوں کی طرح تتر بتر پڑے ہوئے ہیں اور عالم کفران پر کئی دہائیوں سے ظلم وستم کے ہنر آزما رہا ہے۔ آج کے اس بدقسمت ستم ایجاد عہد میں انسانوں' جانوروں اور حتیٰ کہ حشرات الارض، نباتات، جمادات، جنگلوں، سمندروں اور پہاڑوں تک کے حقوق اور انہیں تحفظ حاصل ہے لیکن مسلمان نامی کسی بھی شخص کو یہ حقوق حاصل نہیں۔ یہی بدقسمت مسلمان روہنگیا برما میں بھی کئی عشروں سے ہر روز سسک سسک کر جیتا اور مر رہا ہے۔ پہلے اراکان کے مسلمانوں پر جان بوجھ کر قیامت بپا کرائی گئی ہے پھر وہاں کی فاشسٹ فوجی آمر حکومت اور بدھسٹ اکثریت کے غنڈے مسلمانوں کی بستیوں کی بستیاں زندہ جلا رہے ہیں۔ تلواروں اور نیزوں سے ان کے جسم کے ٹکڑے بنا رہے ہیں، ہزاروں کے قریب مسلمانوں کو پابند سلاسل کر دیا گیا ہے اور لاکھوں کو زبردستی جلاوطنی پر مجبور کر دیا گیا ہے، اس بے پناہ ظلم وستم سے تنگ آ کر بیچارے کمزور اور بے سہارا مسلمان اپنے معصوم بچوں، بیویوں اور عورتوں سمیت کشتیوں میں سوار ہو کر جنوبی ایشیاء کے سمندر میں کود پڑے ہیں تاکہ کم از کم اپنے معصوم بچوں اور خواتین کو تو بچایا جاسکے مگر ستم بالاستم یہ کہ گزشتہ کئی دنوں سے وہ سمندروں کے ساحلوں پر بے یار و مددگار پھر رہے ہیں مگر ان کو کوئی ناخدا و سہارا نہیں مل رہا۔ جینے کی معمولی سکت بھی ختم ہوگئی ہے، معصوم بچے بھوک و پیاس سے مرنے لگے ہیں مگر افسوس کہ عالم کفر تو درکنار عالم اسلام کے سینے میں بھی دل نہیں، جو ان کمزور و ناتواں مسلمانوں کو قبول کرے اور اپنے ملک میں اِن کو پناہ دے، یہ کوئی دہشت گرد یا ظالم نہیں بلکہ دہشت زدہ اور مظلوم ترین خلق خدا ہیں۔ افسوس! صد افسوس! عالم اسلام کی بے حسی و روایتی بے غیرتی پر۔

مقام شکر ہے کہ بہادر ترکی اور انڈونیشیا و ملائیشیا کے مسلمانوں نے بحری جہازوں کے ذریعے سمندر میں محصور لوگوں کو اشیائے خورد و نوش پہنچائی وگرنہ پورے عالم اسلام کے دامن پر ہمیشہ کے لئے یہ بدنما داغ لگا رہ جاتا۔

یہاں قابل مذمت امر یہ ہے کہ برما کے مسلمانوں کے اس قتل عام پر اقوام متحدہ، انسانی حقوق

کے تمام ادارے خصوصاً ایمنسٹی انٹرنیشنل، امریکہ مغربی ممالک اور یورپی ذرائع ابلاغ اور خصوصاً پاکستانی میڈیا نے بھی چپ سادھ لئے ہوئے ہے لیکن عالم اسلام کے ایک بڑے حصے میں بپا قیامت کے مظالم سے دنیا کو آگاہ کرنے کیلئے اس کے پاس کوئی وقت نہیں۔ مسلمانوں کی نام نہاد تنظیم او آئی سی بھی اس درندگی پر کسی مقدس مزار کی مانند خاموش اور گنگ بنی بیٹھی ہے۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

دینی مدارس کے خلاف وفاقی وزیر پرویز رشید کی ہرزہ سرائی

وفاقی وزیر و اطلاعات ونشریات پرویز رشید نے کراچی کی ایک نام نہاد ادبی محفل میں مدارس اور شعائر اسلام کے خلاف اپنے خبث باطن کا اظہار کیا۔ جس سے مذہبی اور محب وطن حلقوں میں پریشانی و اضطراب کی لہر دوڑ گئی کیونکہ وزیر اطلاعات کا بیان عموماً حکومت کا موقف ہوتا ہے، افسوس کہ پاکستان جیسی اسلامی اور نظریاتی مملکت کی ترجمانی بدقسمتی سے ایسے لوگ کررہے ہیں جن کا ملک وملت اس کے نظریہ اور دین سے دور کا تعلق نہیں، یہی حال پرویز رشید اوراس کی حکمران جماعت کا ہے، انہوں نے اپنے بیان میں مدارس کو ''جہالت کی یونیورسٹیاں'' قرار دیا جبکہ شعائر اللہ اور ایک دینی کتاب ''موت کا منظر'' کو مضحکہ خیز انداز میں پیش کیا جس پر حاضرین نے قہقہے لگائے لیکن مدارس اور شعائر اسلام کے خلاف دریدہ ذہنی کے فوراً بعد ایگزیکٹ اسکینڈل کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا۔ ایگزیکٹ انفارمیشن ٹیکنالوجی و ایجوکیشن کی بہت بڑی کمپنی تھی، جنہوں نے پرویز رشید کی وزارت اطلاعات کے تحت ''بول'' ٹی وی چینل منظور کرایا، امریکی اخبار ''نیویارک ٹائمز'' کے مطابق اس کمپنی کی یومیہ آمدن ایک کروڑ روپے ہے، جبکہ اس کے اکثر پروگراموں میں پرویز رشید خود بھی شریک رہے ہیں، اس کمپنی کا سب سے بڑا بزنس جعلی ڈگریوں کا فروخت کرنا ہے، صرف امریکہ میں تیس ہزار جعلی ڈگریاں فروخت کیں۔ مدارس کو جہالت کی یونیورسٹی قرار دینے والے کا اپنا نظام خود جعل سازی اور دھوکہ بازی پر مشتمل ہے۔ جعلی ڈگریوں کا بھانڈہ ،قومی وصوبائی اسمبلی کے امیدواروں کی ڈگریوں سے پھوٹا۔ اسمبلیوں کی چھان بین کے بعد محکموں کو جب ہوش آیا تو ہوشربا انکشافات شروع ہوئے کہ پاکستان میں تو ڈاکٹرز، انجینئرز تک جعلی ہیں، کلرکوں یا اساتذہ کا کیا رونا رویا جائے۔ پرویز رشید کی ناک کے نیچے چلنے والی ایگزیکٹ کمپنی نے مشرق ومغرب میں لاکھوں لوگوں کو دھوکہ دیا، جہالت کو فروغ دیا، علم کی توہین کی اور سب سے بڑھ کر پاکستان کو بدنام کیا۔ لیکن دیگر اسکینڈلز کی طرح یہ بھی ایک قصہ پارینہ بن جائے گا۔

مرتبین: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
صاحبزادہ محمد اُسامہ سمیع

حدیث نبوی ﷺ کی اہمیت و مقام و مرتبہ
پُرفتن اور پُر آشوب دور میں فضلاء حقانیہ کی ذمہ داریاں

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ جلسہ دستار بندی اور ختم بخاری شریف
کی تقریب سے مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطاب

سماع حدیث کیلئے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا

میرے محترم دوستو بزرگو اور بالخصوص عزیز طالب علم بھائیو! آج الحمد للہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ملک بھر کے گوشے گوشے سے آپ سب حضرات نے بڑی مشقتیں اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے یہاں پہنچے ہیں، یہ سفر آپ کا نبی کریم ﷺ کے احادیث کے اختتامی تقریب کیلئے ہے، امام بخاریؒ نے احادیث کی جو کتاب مرتب کی اس کتاب کی یہ آخری حدیث ہے، حدیث نبی کریم ﷺ کے اعمال ان کے افعال ان کے اقوال کو کہتے ہیں، جو چیزیں حضور اقدس ﷺ کی ذات کیطرف منسوب ہے، اس کو مستقل عظیم الشان طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے مدون، مرتب اور محفوظ کیا قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسے وحی جلی کہتے ہیں، اس کو قرآن کی شکل میں اللہ نے محفوظ کرایا۔

حدیث نبوی ﷺ کی حفاظت

حدیث حضور ﷺ کے اقوال اور ارشادات ہیں اللہ تعالیٰ نے اور انبیاء کے ارشادات اور اقوال کو محفوظ نہیں فرمایا، نبی کریم ﷺ آخری نبی تھے اور یہ آخری امت ہے، اور اسلام آخری دین ہے، اس وجہ سے اسکی ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمائی، تو حضور ﷺ کے جو الفاظ ہے وہ بھی وحی ہے، کیونکہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:۳۔۴) وہ بھی وحی ہے جو اسکو بھیجی گئی تو اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے محدثین کے ذریعہ فرمائی، اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں محدثین کھڑے کیئے ان کی زندگیاں اسی میں گزر گئی۔

صحیح بخاری کا مرتبہ ومقام

اس میں ایک عظیم محدث محمد بن اسماعیل بخاریؒ ہے،امام بخاری رحمہ اللہ کی اس کتاب کو پوری امت نے یہ درجہ دیا ہے، کہ کائنات میں اللہ کی کتاب کے بعد آسمانوں کے نیچے یہ أصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اس کے انتخاب میں بڑی مصیبتیں، تکلیفیں اور بڑی احتیاط بھرتی گئی ہے، چھ لاکھ احادیث امام بخاریؒ نے جمع کئے پھر ان چھ لاکھ میں انتخاب کیا مختلف کسوٹیوں پر پرکھ رہے تھے ان کے سخت ترین معیار تھے جب کوئی حدیث اس معیار پر اتر تا تھا، ہر حدیث کے لئے غسل فرماتے پھر نفل پڑھتے ، پھر دعا کرتے کہ یہ بالکل قطعی اور صحیح حدیث ہو تب جا کر اس حدیث کو شامل فرماتے تھے ، چھ لاکھ احادیث میں تقریباً ساڑھے سات ہزار کا انتخاب فرمایا پھر تعلیقات اس میں شامل کیے تو مجموعہ کے نو ہزار احادیث کا انتخاب چھ لاکھ سے ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو پھر قبولیت دی۔

صحیح بخاری کے بارے میں امام مروزیؒ کا خواب

امام محمد ابن مروزیؒ فرماتے ہیں کہ میں رکن یمانی اور حطیم کے درمیان بیٹھا ہوا تھا مراقبہ کیا، آنکھ لگی خانہ کعبہ میں مجھے حضور اقدس ﷺ خواب میں نظر آئے اور حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کی اِدھر اُدھر کی کتابیں کب تک پڑھتے رہو گے میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے ؟ محمد مروزیؒ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری جان آپ پر قربان ہو آپ کی کتاب کونسی ہے..؟ تو حضور اقدس ﷺ نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ الجامع الصحیح للامام البخاری امام بخاری کی کتاب میری کتاب ہے، تو اسی بخاری کی تقریب میں آپ کا آنا اللہ کا بہت بڑا کرم ہے، اس وقت آپ طالب علم کی حیثیت سے آئے ہیں، حدیث سننے کے لئے آنے والا شخص طالب علم ہی ہوتا ہے، حدیث کا ایک حرف کیوں نہ ہو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: من سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله له طريقاً الىٰ الجنة ،اگر کوئی گھر سے چلتا ہے کہ علم دین کی کوئی بات سمجھ میں آجائے تو اللہ تعالیٰ اس آنے جانے کے بدلے جنت کا راستہ اس کیلئے آسان کر دیتا ہے، اللہ آپ سب کا یہاں آنا اس حدیث کا مصداق بنادے آپ اپنے بچوں کی حوصلہ افزائی کیلئے آئے ہیں ان نوجوانوں نے پوری زندگیاں اور جوانیاں اللہ کے دین کیلئے وقف کیں اور نور نبوت حاصل کیا۔

دینی مدارس نور کے سرچشمے ہیں

یہ جہالت کی یونیورسٹیاں نہیں ہیں یہ نور کے سرچشمے ہیں یہ محمد عربی ﷺ کے اور اللہ کے نور ہیں يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ پرویز رشید ٹائپ کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پوری وضاحت کی ہے، کہ اللہ کے دین کا جو شمع جل رہا ہے تو اس نور کے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ نہیں

بجھا سکیں گی وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف:۸) چمگادڑ والی بات ہے شاعر کہتا ہے......

گر نہ بیند بروز سپرہ چشم　　　　چشمہ آفتاب راچہ گناہ

چمگادڑ کو اگر دن کو روشنی نظر نہیں آتی تو اس میں دن کا کیا گناہ ہے، کیونکہ وہ دن کو نکل نہیں سکتا رات کے اندھیروں میں زندہ رہتا ہے، تو کچھ لوگ یہاں اندھیروں میں پیدا ہوئے ہیں اور اندھیروں ہی میں زندہ رہ سکتے ہیں انکے لئے روشنی موت ہے، یہ جہل کی یونیورسٹیاں نہیں بلکہ قال اللہ اور قال الرّسول ﷺ اور انوار الٰہیہ کے سرچشمے ہیں، اس کے بغیر ہر چیز جہل ہی جہل ہے، کیونکہ نور صرف وحی ہے، اور جو چیز وحی سے آراستہ نہ ہو اور جس چیز کے ساتھ وحی کی روشنی نہ ہو وہاں آنکھیں کام نہیں کرتی ہے۔

وحی الٰہی کے بغیر سب علوم وفنون بے کار

عقل بھی ضروری چیز ہے، سائنس بھی ضروری ہے، فلسفہ بھی ضروری ہے لیکن یہ سب آنکھیں ہیں اور ظاہری اشیاء ہیں لیکن قرآن وسنت اور وحی نور ہے، اب آپکی آنکھیں بہت بڑی بڑی ہیں نظر بہت زبردست ہے لیکن کیا آپ رات کو دیکھ سکتے ہیں......؟ نہیں، آپ رات کو کچھ نہیں دیکھ سکتے جب تک سورج، جب تک چاند، جب تک موم بتی اور جب تک چراغ اس کے ساتھ نہ ہو تو کچھ دکھائی نہیں دے گا ،تو عقل اور فلسفہ اور سائنس بھی وحی کے بغیر بے کار ہے یہ ٹارچ اس کے ساتھ لگادو تو ہر چیز کارآمد ہو جائے گی اور روشنی نہ ہو تو ہر چیز ہلاکت کی طرف لے جائے گی آج سائنس اور فلسفہ نے مغربی دنیا کو کیا دیا......؟ ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں پہنچا دیا اور اسفل السافلین کی طرف پہنچ گئے ، کیونکہ انکے علم وفلسفہ کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی نہیں ہے، آپ ان علماء کی عزت افزائی کیلئے آئے ہیں، کہ مغربیت کے دور، مادیت کے دور، سیکولرزم کے دور، مادہ پرستی کے دور میں اللہ نے ان نوجوانوں کو منتخب کیا، کہ سب کچھ چھوڑ دے زندگی وقف کرے میرے علوم اور میرے قرآن وسنت کیلئے یہ ایسے قدوسی طبقہ ہے کہ انکا انتخاب الیکشن سے نہیں ہوا یہ ڈیڑھ ہزار افراد جو آج نکل رہے ہیں اور شمع اسلام کا ہاتھ میں لیکر نکلے گئے ان کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، الیکشن سے اور ووٹوں سے نہیں ہوتا......

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ است

دینی مدارس میں داخلہ انتخاب الٰہی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (الاحزاب : ۷۲) اللہ کی امانت سے سب نے منہ موڑ لیا، آسمانوں نے بھی، زمینوں نے بھی، پہاڑوں نے بھی، کہ یا اللہ! ہم یہ اٹھا نہیں سکتے وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ،

ان بچوں نے ، دینی مدرسوں کے علماء وفضلاء نے اس امانت کو اٹھایا ، اللہ ہمیں سمجھائے ، کہ یہ وہ طبقہ ہے کہ انتخاب الٰہی سے منتخب ہوئے ، اور یہ ہزاروں علماء جو کوئی آپکے رشتہ دار ہیں ، متعلقین ہیں اور یہ علماء اساتذہ بھی وہ اپنی سعادت اور آپکی حوصلہ افزائی کیلئے آئے ہیں ، یہ بھی اس وقت طالب علم ہیں ، اللہ تعالیٰ نے جو مقامات طلب علم کیلئے مقرر کئے ہیں ، فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں ، پرندے فضاؤں میں ، مچھلیاں سمندروں میں اور حشرات الارض اپنی بلوں میں دعا کرتے ہیں ، یہ حدیث ہے حدیث کے الفاظ ہیں کہ ان طلباء کیلئے یہ سب مخلوقات دعائیں کرتے ہیں کیونکہ انکی مدرسے علم الٰہی دیتا ہے ، نبی کریم ﷺ کی وراثت زندہ ہے ، اور وراثت جب تک محفوظ ہے ، تو دنیا قائم رہے گی ان کا بڑا مقام اور فضیلت ہے ۔

کفار کے نزدیک دینی مدارس کے غلبہ کی اہمیت

اس وقت تمہاری اہمیت اللہ اور رسول ﷺ نے کافروں پر بھی واضح کردی ہے ، جو کافر آپکو حقیر سمجھتے تھے ، آپکا مذاق اڑاتے تھے کہ یہ مفت خور ہیں یہ قوم وامت پر بوجھ ہیں یہ کسی کام کے نہیں ، یہ تو معاشی ترقی نہیں دے سکتے ، یہ تو بم نہیں بنا سکتے یہ تو کارخانے نہیں چلا سکتے وغیرہ وغیرہ ۔ یہ مادہ پرستوں کی سوچ تھی ، تو آج امریکہ اور انگریز اور یورپ سارے ایک ہوئے ہیں سیمناریں کررہے ہیں ، مذاکرات ہورہے ہیں ، پچھلے پندرہ سال سے اس موضوع پر کہ یہ مسلمان کیوں ختم نہیں ہوتے ، مسلمانوں کا یہ جذبہ کیوں قائم ہے ، مسلمان کیوں سرینڈر نہیں ہوتے مسلمانوں کے حکمران ہمارے جولیوں میں گر گئے ہیں ، مسلمانوں کے افواج ہمارے لئے استعمال ہورہے ہیں ، مسلمانوں کی سیاسی بے دین جماعتیں دوڑ لگائی ہوئی ہیں ، کہ امریکی آقا کی خوشنودی حاصل کریں تو امریکی کہتا ہے کہ ہمارا منصوبہ کیوں ناکام ہو رہا ہے ، افغانستان سے کیوں ذلیل ہو کر گئے ، افغانستان میں سوپر پاور سویت یونین کیوں تہس نہس ہوا اس کا تجزیہ کررہے ہیں ۔

میڈیا پر اسلام کی صداقتوں کا مذاق اڑانا

میڈیا پر بیٹھ کر ساری ساری رات اسلامی صداقتوں کا مذاق اڑا رہے ہیں ، کہ کافر خوش ہوجائیں وہ یہ سوچتے ہیں کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ پوری دنیا کے امت مسلمہ میں جب تک یہ مدرسوں کا نظام ہے ، اور جب تک یہ طالب علم ہیں تو ہمارے عزائم مسمومہ قائم نہیں ہونگے وہ سارے اکھٹے ہوگئے ہیں ، کفر ملت واحدہ بن گیا ہے ، سوشلزم اور سیکولرازم اور کیپٹل ازم والوں نے سارے اختلافات ختم کردئے ہیں ، یہودیوں نے عیسائیوں کو معاف کردیا کہ چلو ہمارا نبی پھانسی پر چڑھا تھا لیکن ہم نے آپکو معاف کردیا مشرق بھی ساتھ ہے ، مغرب بھی ساتھ ہے اور بھارت بھی ساتھ ہے ، آخر کیوں ......؟ صرف تمہاری وجہ سے وہ ایک ہوگئے ہیں ، اب تم ایٹم بم سے بھی زیادہ قوی قوت ہو اس کی حقیقت سمجھ لو......

اگر باخبر اپنی شرافت سے ہوجائے تیری سپاہ ہے انس وجن تو ہے امیر جنود

علم کی دولت کا حصول

اس کائنات کی خلافت اللہ نے آپ کیلئے لکھی ہے تو آپ بڑے خوش قسمت ہیں، حدیث کی باریکیاں تو آپکو اساتذہ کرام نے بیان کی ہونگی میں مختصر ترجمہ کروں گا، آپ حضرات ایک موڑ پر پہنچ گئے ہیں، ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ میں داخل ہورہے ہیں، اور وہ مرحلہ ہے، کہ آپ اب طالبعلم نہیں رہے، اب آپ نے دنیا کو یہ پیغام آگے پہنچانا ہے، آپ نے یہ علم دولت کے لئے حاصل نہیں کیا، وزارتوں اور ممبری کیلئے حاصل نہیں کیا، اور اگر آپ نے یہ دین خطیب بننے کیلئے حاصل کیا، بہت بڑا شیخ الاسلام بننے کیلئے حاصل کیا کہ تو بڑا محدث بنے گا اور بڑا نام ہوگا مصنف ہوگا، تو آپکا یہ سارا عمل ضائع ہوگیا، پھر اللہ کے نظر میں اس عمل کی کوئی اہمیت نہیں ہوگا، بلکہ آپ کے حصول علم کا مقصد کہ اللہ کی رضا حاصل کر کے نبی کریم ﷺ کے وراثت کو دنیا تک پہنچانا ہے، نضّر اللہ امرأً سمع مقالتی فوعاھا فحفظھا ثم اداھا کما سمعھا آپ نے تو دارالعلوم میں حدیث پڑھ لی پھر آپ نے یاد بھی کرلی الحمدللہ، جس طرح سنا ہے اسی طرح آپ نے پہنچانا بھی ہے، آپ کے رشتہ دار خوشیاں منا رہے ہیں کہ الحمد للہ آج آپ علم کی دولت سے مالا مال ہوگئے لیکن ہم اس کے ساتھ غم زدہ بھی ہیں، ہمارا دل آپ کی جدائی سے خون کے آنسو رو رہا ہے آپ کو خود بھی اپنی مادر علمی سے جانے پر افسوس ہوگا۔

اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

یہ سخت ترین دن ہے آپکی زندگی میں اب امتحان شروع ہوگا کہتے ہیں کہ میں فارغ ہوگیا، کیسے فارغ ہوا......؟ فارغ تو آپ دارالعلوم میں تھے اب تو مصروف ہوگئے، دارالعلوم میں مفت کھاتے، مفت پیتے، مفت کتابیں، مفت اساتذہ غرض یہ کہ آپ آزاد اور فارغ تھے، صرف قرآن وحدیث میں مگن تھے لیکن آج آپ مصروف ہوگئے، آج سے آپکی ڈیوٹی لگ گئی اور ڈیوٹی بڑی سخت ہے، وارث رسول کی ڈیوٹی پہلی بھی سخت تھی، لیکن اس دور میں پورا عالم کفر ایک ہوگیا ہے، اور انکی آنکھوں میں تم چبھ رہے ہو، مدرسے انکو کھٹک رہے ہیں، اور مدرسہ ان کے دلوں کے لئے ناسور بن گیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب تک یہ مدرسے سر پر ہیں یہ علماء ہیں، تو میرے مقاصد پورے نہیں ہوں گے تہذیب محمدی ﷺ ختم نہیں ہوگا۔

تہذیبوں کا تصادم

دو تہذیبوں کا ٹکراؤ ہے اور اس کے مقابلہ میں آپ جو تہذیب لئے ہوئے ہیں، اس تہذیب کو اٹھانا ہے؛ میرے فضلاء بھائیو! دنیا میں ایک کھیل ہوتا ہے، آج کل اولمپکس Olympic کھیل کی شمع ہوتی ہے، اس

میں آگ جلتی رہتی ہے، جس کو ایک گروپ اٹھا کر بھگا کر لے جاتے ہیں کہ دنیا کی آخری سرے تک وہ شمع پہنچائیں گے، آپ کھیل دیکھتے ہیں، تاکہ دوڑ لگی رہتی ہے، بارش برستی ہے، طوفان آتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ شمع بجھ نہ جائے، جب تک میں دوسروں کو پہنچا نہ دوں، جب اولمپکس والے ایسا کر سکتے ہیں تو محمد عربی ﷺ کے شمع کیلئے کتنی بھاگ دوڑ کی ضرورت ہے، آپ ان کو لے کر بھاگیں گے روس جائینگے، چین جائینگے، امریکہ جائینگے، ہندوستان جائینگے اور اس شمع کی روشنی پہنچائینگے ہم انکے دشمن نہیں بندوق لیکر نہیں جائینگے ہم ٹینک لیکر نہیں جائینگے، ہم شمع رسالت کا مشعل لے کر جائینگے، ہمیں ان لوگوں سے غیرت سیکھنی چاہئے، یہ نور ہدایت ہے اس نور ہدایت کیلئے آپ کو بہت بڑی جنگ لڑنی پڑے گی ہر ہر محاذ پر، پہلے علاقہ کی اصلاح کرنی تھی، بدعات سے لوگوں کو بچانا تھا، رسومات ورواج کی جاہلیت سے دیہات بھرے ہوئے تھے ان کا خاتمہ آپ نے کیا۔

عالم اسلام پر عالم کفر کی یلغار

اب تک پورا عالم کفر بھی آپکے خلاف یلغار کر چکا ہے، پورے عالم کفر نے اپنے ٹینک آپکے کئے ہوئے ہیں، پروپیگنڈوں کے سہارے عالم کفر کا میڈیا آپ کے خلاف لگا ہے، صرف آپکے خلاف نہیں بلکہ آپکی صداقت، حقانیت اور دین کے خلاف صف آراء ہو کر حملہ اور ہے، وہ حجاب سے مذاق کرتے ہیں، وہ ہماری انسانی حقوق نہیں مانتے وہ ہمارا حدود وقصاص، وہ ہمارے وراثت کے قوانین اور ہمارے ناموسِ رسالت کا عقیدہ نہیں مانتے، اسکو کوئی پیغمبر تو نہیں آئے گا آپ ہی نبوت کے خاتمے کے لئے ہیں، ان ساری باتوں کا توڑ کرنا ہوگا تحریر سے، تقریر سے، میڈیا سے، حجت سے، برہان سے، ہم اس کے قائل نہیں کہ یلغار کریں، ہم اپنے پیغام کو جمہوری طریقہ سے آپکی یونیورسٹیوں، آپکے کالجوں، اور آپ کے پارلیمنٹ میں پہنچائیں گے، ہمارے خلاف پروپیگنڈہ نہ کرو ہماری بات سنو! آپ اعتراضات کریں ہم اسکا ازالہ کریں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجت و برہان سے کفر کا مقابلہ کیا، ابراہیمؑ نے کبھی بندوق نہیں اٹھایا، لیکن انکا جو انداز تھا، حجت بازی کے طریقوں سے انکو سمجھایا، وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ (الانعام: ۸۳) ہم نے حجت دیا تھا، جسکو نبی کریم ﷺ نے آپکے اور میرے سپرد کیا، یہ تو بڑا عظیم مسئلہ ہے، دشمن نے ہماری آزادی برداشت نہیں کی، ہماری ثقافت پسند نہیں، ہماری تہذیب پسند نہیں ہے، دشمن کو ہماری اقتصادیات اور معاشیات نے پورے عالم کفر کو امتحان میں ڈالا ہوا ہے۔

فرقہ واریت سے اجتناب

دشمن ہمیں لڑا رہا ہے، عراق اور شام سے شروع ہو کر مصر اور ایک ایک ملک کو خانہ جنگی میں ڈال

دیا ہے، ہمیں اس خانہ جنگی سے بچنا ہے، ہمیں عیسائی اور یہودی دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے فرقہ وارانہ تعصبات سے نکلنا ہے، ہمیں لسانی عصبیتوں سے نکلنا ہے، ہمیں کہا گیا، لافضل لعربی علی عجمی ولا لأبیض علی الأسود، ہمیں رنگ ونسب اور نسل کے بتوں کو مٹانا ہوگا، کیلئے دشمن ہمارے اندر عصبیت پیدا کر رہا ہے، ہم مفت میں ایک دوسرے کا خون بہار ہے ہیں، آپ نے لوگوں کو سمجھانا ہے کہ یہ سارے مسائل مذاکرات سے حل ہونگے، سیاسی طریقوں سے، بموں سے، دھماکوں سے حل نہیں ہوں گے، اس وقت سیاسی میدان میں بھی عالم اسلام قدم قدم پر آپکا محتاج ہے، آپ کے جو سیاست دان اور لیڈر ہے، انہوں نے قوم کو ہلاکت کی طرف پہنچادیا، یہ بے ضمیر جہالت میں ڈوبے ہوئے حکمران اور وزیروں نے ملک کو لوٹا ہے، ملک کو تباہ کیا ہے، تمام مسائل انہی کی وجہ سے ہیں، ان تمام مسائل کا حل اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے نفاذ میں ہے، ان حکمرانوں نے اتفاق کیا ہوا ہے، اور یہ عزم کیا ہوا ہے، کہ ہم اپنے ملک میں اسلام نہیں آنے دیں گے، جمہوریت تباہی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے جو کہا یہ استبداد آج ہم دیکھ رہے ہیں پچاس سال سے اس طریقہ سے بھی ہم شریعت کیلئے جد جہد کر رہے ہیں، بیس پچیس سال میں نے سینٹ میں جنگ لڑی پرامن طریقہ سے ہمارے اکابرین نے پارلیمنٹ میں جنگ لڑی لیکن پچاس پچپن سال سے ایک حرف ایک شوشہ بھی اسلام کا انہوں نے یہاں نافذ ہونے نہیں دیا، کہ اس جمہوریت کی ڈھونگ میں اللہ کا دین نافذ کرنا ہوگا۔

اپنے نام کے ساتھ ''حقانی'' کا لقب لگانا

آج ہم آپ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں، ایک لمحہ بھی آپکا آرام حرام ہے، جس طرح رسول اللہ ﷺ ساری ساری رات کھڑے رہتے تھے، پاؤں میں سوجن آجاتی تھی، اور فرماتے ہیں، کہ آپ پتنگوں کی طرح آگ میں کود رہے ہیں، میں ایک ایک کے پیچھے بھاگ بھاگ کر اسے کمر سے پکڑ کر اسے بچاتا ہوں، ہر حقانی کو یہی کردار ادا کرنا ہوگا سب فضلاء ہمارے بھائی ہیں، لیکن حقانیہ کے فضلاء کو اللہ نے یہ شناخت دی ہے، پوری دنیا کی کفر کو کھٹک رہا ہے، حقانی لفظ وہ حقانی نیٹ ورک سے بڑبڑا کر اٹھتا ہے، تو حقانی اس وقت ایک تحریک ہے، آپ اللہ کی رضا کیلئے منظم طریقہ سے انشاء اللہ آپ میرے ساتھ عہد کریں کہ آپ سب اپنے نام کے ساتھ حقانی لکھیں گے، آج کے بعد آپ سب حقانی ہیں، تو حق کا پیغام پہنچانا حقانیت کو نافذ کرنا اور حقانیت کو پیش کرنا ان شاء اللہ یہ آپ کا کام ہوگا۔

حدیث شریف کے ترجمہ سے پہلے ہمیشہ آپ سے ایک عہد لیتا ہوں جو فضلاء حقانیہ ہے، وہ اٹھ کر میرے ساتھ یہ الفاظ پڑھیں، حلف وفاداری ہے اور حلف کیلئے اٹھنا پڑتا ہے، ہم اسمبلیوں میں بھی اٹھتے ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

جدید فضلاء کی خدمت میں
خود کو نیلامی کی منڈی میں نہ پیش کیجیے!

میں مختصر وقت میں چند ضروری اور الوداعی باتیں کرنا چاہتا ہوں، یوں تو وقت کا کوئی اعتبار نہیں، لیکن چونکہ یہ الوداعی جلسہ ہے، اس لیے آپ سے میں وہی باتیں کروں گا جو میرے اپنے عقدیت اور اپنے تجربے اور مطالعے کے لحاظ سے ہیں اور میں جن کو آپ کے لیے مفید سمجھتا ہوں، آپ کی محبت، آپ کا میرے اوپر حق کے سوا کوئی دوسرا محرک نہیں ہے۔

چار محاذ: میں آپ سے چار باتیں عرض کروں گا جو حالات حاضرہ سے متعلق ہوں گی اور چار باتیں آپ کی ذات سے متعلق عرض کروں گا۔

حالات حاضرہ سے متعلق چار باتوں میں سے پہلی بات جو اگرچہ بہت بڑی ہے اور میری حقیقت اور حیثیت سے بلند ہے، مگر اس کے ذکر میں برکت اور حلاوت ہے، ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چند چیدہ اور برگزیدہ صحابہ کرامؓ کی مخصوص جماعت میں تشریف فرما تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا محسوس ہوا کہ یہ میرے لیے دعا کا وقت ہے اور ان کی طبیعت میں بھی تقاضا پیدا ہوا جو عارفین میں پیدا ہوا کرتا ہے اور وہ تو سب عارفین سے بڑھ کر عارف تھے، انہوں نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ آپ سب آزاد ہیں، اپنے لیے دعا کریں اور منہ مانگی مراد مانگیں، تو کسی نے کہا کہ: اے اللہ! اپنے راستے میں نکلنے کی توفیق دے کہ یہ دولت تیرے راستے میں لٹا دوں اور تیرے بندوں کی خدمت کروں، کسی نے کہا کہ اے اللہ! اپنے راستے میں نکلنے کی توفیق دے کہ میں جہاد کر کے اپنا سر کٹاؤں اور تیرے راستے میں اپنا خون بہاؤں، اسی طرح تمام صحابۂ کرامؓ کی دعائیں منقول ہیں۔ جب حضرت عمرؓ کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا کہ میری دعا ہے کہ میرے پاس ابوعبیدہ، سعد بن ابی وقاص، طلحہ، خالد رضی اللہ عنہم اجمعین ہوں، اس کے علاوہ اور کئی نام لیے۔ بہر حال یہ سب وہ لوگ تھے جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی فتوحات مقدر کی تھیں اور بڑے بڑے کارنامے تقدیر میں لکھے تھے اور کہا کہ ان میں سے کسی کو کسی محاذ پر اور کسی کو کسی محاذ پر

بھیجوں اور ساری دنیا میں انکے ذریعہ اسلام کا پرچم لہرادوں اور پوری دنیا اسلام کے زیر نگیں ہو۔

آج سے پہلے اسلام کے مستقبل کے فیصلہ کن محاذ اتنے متعین اور واضح نہیں تھے، ان پر کہر تھا، کچھ ایسی تاریکیاں تھیں کہ اس وقت متعین کر کے یہ کہنا مشکل تھا کہ یہ چار محاذ ہیں ان کے ذریعہ اسلام اور ملت اسلامیہ ہندیہ کے مستقبل کا فیصلہ ہوتا ہے اور اپنے عقیدہ اپنے پیغام اور اپنے تشخص کے ساتھ باقی رہ سکتی ہے یا نہیں؟ تو میرا مطالعہ ہے کہ آج سے چند سال پہلے اور خاص طور پر ۱۹۴۷ء سے پہلے یہ محاذ متعین اور واضح نہیں تھے، لیکن اس میں سیاسی تبدیلیوں، انقلاب سلطنت اور اسلام کے خلاف موجودہ مہم اور علمی تجربوں نے اس کو بالکل ایک حقیقت بنا دیا ہے، انہیں چار محاذ کا ذکر آپ سے کروں گا جن کے لیے بلند عزائم سپاہیوں اور دینی درسگاہ کے فضلاء اور دینی تعلیم کے تربیت یافتہ علماء اور مخلصین کی ضرورت ہے اور ان کے لیے اس سے بڑی سعادت نہیں ہوسکتی ہے کہ وہ ان محاذ جنگ میں اپنی صلاحیتوں، اپنی توانائیوں اور سرگرمیوں کا اظہار کریں۔

نسل نو کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت

ان میں سب سے بڑا محاذ یہ ہے کہ ہماری ملت اسلامیہ کی آئندہ نسل مسلمان رہ جائے اور وہ صرف ذہنی، فکری، تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے نہیں، بلکہ اعتقادی ارتداد سے بچ سکے۔ اس وقت سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ جو لوگ ہمارے مدارس سے فارغ ہوں، وہ اس محاذ کو سنبھالیں، اس محاذ کا چارج لیں، اور اپنے کو اس محاذ کے لیے وقف کر دیں اور یہ کوشش کریں کہ مسلمانوں کی آئندہ نسل جو ابھی آٹھ دس برس کے بچے یا بارہ پندرہ برس کے نوجوان کی شکل میں ہیں اسلام کی اصولی، فقہی اور کلامی تعریف پر صادق ہوں، اس کے لیے ضرورت ہے اس بات کی کہ قصبے قصبے، شہر شہر اور گاؤں گاؤں مدارس ومکاتب اور مساجد کی بنیاد ڈالی جائے اور جہاں ایسا ممکن ہو وہاں صباحی ومسائی درجات ہوں اور جو لوگ جدید تعلیم یافتہ ہیں اور اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں بھیجنے کے لیے مجبور ہیں، ان کو غذا پہنچائیں، اگر ان کو ابھی سے بچانے کی کوشش نہیں کی گئی تو ڈر ہے کہ اس میں نوخیز نسل کو آگے چل کر کلامی اور فقہی اعتبار سے مسلمان کہنا صحیح ہو گا یا نہیں؟ وہ توحید وشرک اور کفر وایمان کا فرق کر سکے گی یا نہیں؟ رسالت، منصب رسالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان اور آپ کی شفاعت کو ماننے گی یا نہیں؟ ''اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ'' اور ''وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ'' پر اس کا ایمان ہوگا یا نہیں؟

آپ کے بلند عزائم اور بلند خیالات، آپ کے مطالعے اور پختہ صلاحیتوں پر خدا کا شکر ادا کرتے

ہیں اور اس پر آپ کو مبارک باد دیتے ہیں، لیکن اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ کون کس محاذ کو سنبھالتا ہے، آپ ابھی سے نیت کیجیے کہ ہم اس خطرناک اور نازک محاذ کے لیے سینہ سپر رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور اسباب مہیا کرے گا اور آئندہ نسل جو ہماری اور آپ کی اولاد ہوگی، اس کو مسلمان رکھنے کے لیے جو بھی کوشش کی جاسکے کی جائے، جو ہاتھ پیر مارے جاسکیں مارے جائیں اور جو آب دیدہ وخونِ جگر بہایا جاسکے بہایا جائے، یہ سب سے بڑا محاذ ہے۔

امت اسلامیہ کے ملی تشخص کی حفاظت

دوسرا محاذ یہ ہے کہ ملت اسلامیہ اپنے ملی تشخص کے ساتھ باقی رہے، یعنی اپنے عائلی قانون، قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور احکام قطعیہ، نکاح وطلاق کے احکام، ترکہ وتعلقات کے احکام پر عمل کر سکے ،اگر وہ اس پر عمل نہ کر سکے تو بعض وقت وہ ناجائز اور حرام ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (سورة النساء: ۹۷)

بہت سخت الفاظ ہیں، اگر خدانخواستہ یہ وقت آگیا کہ مسلمان یہاں نماز تو پڑھ سکے، کلمہ تو پڑھ سکے، قرآن شریف کی تلاوت کر سکے، لیکن وہ قرآن مجید کے عائلی احکام پر عمل نہ کر سکے، پھر اس وقت علماء کو یہ سوچنا پڑے گا کہ وہ ہجرت کا فتویٰ دیں، خدا کرے وہ وقت نہ آئے، ہم اس زمین پر اپنا حق سمجھتے ہیں، یہاں کے اہل بصیرت، عارفین، مُلهمٌ مِنَ اللہ اور اپنے عہد کے مخلص ترین بندوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس ملک سے اسلام مٹنے والا نہیں ہے اور اس ملک کی قسمت میں اسلام لکھ دیا گیا ہے، اور اس ملک کے لیے اسلام الاٹ ہوگیا ہے اور تقدیر الٰہی کا فیصلہ ہے کہ اسلام اس ملک میں رہے، اسلام اس کی قیادت بھی کرسکتا ہے اور بچا بھی سکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پھر دوبارہ اس کی قیادت مسلمانوں کے ہاتھ آجائے، اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں، مگر ہمیں واقعات وحقائق کو دیکھ کر اپنی کوششوں کا رُخ متعین کرنا چاہیے، کیوں کہ مسلمانوں کا ملی تشخص روز بروز خطرے میں پڑتا جا رہا ہے، اس کی بے حد ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نے شاہ بانو کیس سے گویا ایک غیبی مدد فرمائی ہے جس نے سارے مسلمانوں میں اس خطرے کے احساس کو پیدا کر دیا تھا، جس کے لیے ایک مہم چلائی گئی اور وہ ایک مرحلہ پر کامیاب ہوئی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمہوری اور اجتماعی طریقہ پر اتحاد اور اتفاق کے ساتھ اور خلوص

کے ساتھ جو مہم چلائی جائے وہ ضرورت کامیاب ہوگی، حالانکہ فیصلہ سے پہلے یہ پیشین گوئی کرنا بہت مشکل تھا کہ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ ہوگا یا نہیں اور ان کا مطالبہ پورا ہوگا یا نہیں؟ لیکن اللہ کے چند مخلص بندوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی سے، قرآن مجید کی روشنی اور تاریخ کے تجربے میں صحیح طریقہ اختیار کیا تو انہیں کامیابی ہوئی۔

پیامِ انسانیت

تیسرا محاذ پیام انسانیت کا ہے، ہم اس ملک میں اس طرح رہیں کہ اپنے دین کو باقی رکھنے کے لیے بھی، اپنے دین پر عمل کرنے کے لیے، اپنے اداروں اور مرکزوں کو محفوظ رکھنے کیلئے بھی، دعوت کا کام کرنے کیلئے بھی، تعلیم و تالیف کا کام انجام دینے کیلئے بھی، بامقصد اور باعزت زندگی گزارنے کے لیے، اپنے مخصوص عقائد کے ساتھ، اپنے پیغام و مقام کے ساتھ اس ملک میں زندگی گزار سکیں، اس کے لیے ضرورت ہے کہ فضا معتدل ہو، مشتعل اور آتش گیر نہ ہو، ورنہ کسی وقت بھی ساری کوششوں پر پانی پھر سکتا ہے، بہت کم لوگ اس کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کرتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ چند آدمیوں کے ذہن کی اپج ہے یا ان کا ذاتی رجحان ہے، جو کسی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔

آپ یقین مانئے کہ حالات کے حقیقت پسندانہ اور علمی مطالعہ نے میری رہنمائی کی ہے، ہم جیسے اور رفقاء کو اسی مطالعہ نے مجبور کیا کہ وہ کوشش کریں، حالانکہ اس کوشش کا تناسب واقعات کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں، اگرچہ یہ وہ مجمع نہیں ہے جس کے سامنے کہنے سے یہ سمجھوں کہ بات تحریک کی شکل اختیار کرے گی، لیکن کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے وہ کام لے لے، لہٰذا آپ اس کو بھی یاد رکھیے اور باہمی اعتماد، ایک دوسرے کا احترام ہمارے اندر پیدا ہونا چاہیے۔

اسپین کا المیہ جو پیش آیا، اس پر بہت سی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، اس میں ایک بات بہت نازک یہ ہے کہ وہاں علوم دینیہ کی بھی خدمت کی گئی اور وہاں خدا تک پہنچنے کے لیے ایسے ایسے مجاہدے ہوئے جن سے چوٹی کے اولیاء پیدا ہوئے، بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ مشرق اگر انبیاءؑ کی سرزمین ہے تو مغرب اولیاء کی سرزمین ہے، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ جیسے جلیل القدر مشائخ پیدا ہوئے، اسی طریقہ سے فنون لطیفہ کو بھی وہاں بہت ترقی ہوئی، اندلس کا ایک مستقل ادبی دبستان ہے، اس کو المدرسة الأندلسية کہتے ہیں، اسی طرح چوٹی کے مصنفین پیدا ہوئے، موافقات کے مصنف علامہ شاطبیؒ پیدا ہوئے، ابن عبدالبرؒ پیدا ہوئے، ایسے ہی بہت سی کتابوں کے مصنف پیدا ہوئے اور مؤطا کی ایسی شرحیں لکھی گئیں، لیکن

ایک چیز سے اغماض برتا گیا، وہ یہ کہ وہاں کی اصل آبادی جو آٹے میں نمک کے برابر تھی، اپنی پوری سلطنت و اقتدار کے باوجود سنجیدگی کے ساتھ اس کو اسلام سے مانوس کرنے اور اسلام کے دائرے میں داخل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی، اس لیے کہ اقتدار میں اکثر یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ہمارے نام اس زمین کا پٹہ لکھ دیا گیا ہے، مغلیہ سلطنت کے فرامین میں یہ لفظ ملتا ہے کہ ''دولت ابد قرار'' یعنی ہم براہ راست حضرت اسرافیلؑ کو اس ملک کا چارج دیں گے اور اس وقت تک کوئی خطرہ نہیں ہے، یہ اس کا غلط خیال تھا، اس پھیلی ہوئی آبادی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا، اور اس کے جذبات کو غلط تعلیم کے ذریعہ، غلط تاریخ کے ذریعہ، اپنی اخلاقی کمزوریوں کے ذریعہ، اس سے بڑھ کر مقابل سیاسی تحریکوں کے ذریعہ نشوونما پانے کا موقع دینا بہت خطرناک ہے۔

ہندوستان میں تو یہ عنصر زیادہ واضح طور پر ہے، مسلمانوں نے ہندوستان پر آٹھ سو سالوں تک علی الرغم حکومت کی ہے اور جب اخیر میں تصادم اور متضاد سیاسی تحریکیں چلی ہیں اور انہوں نے غیر مسلموں کے دل میں بڑے بڑے ناسور پیدا کر دیے ہیں، اب اس کو ''پیام انسانیت'' کے ذریعہ ہی ختم کیا جا سکتا ہے، اس کو میں نے بہت اختصار سے بیان کیا ہے، اس پر پورا لٹریچر تیار ہو گیا ہے آپ اس کا مطالعہ کریں۔

علوم دینیہ کی بقا کی کوشش اور زمانہ کے ساتھ ان کی تطبیق

چوتھا اور آخری محاذ علوم دینیہ کے بقا کی کوشش کرنا اور زمانے کے ساتھ ان کو تطبیق دینا، اس طرح نہیں کہ زمانے کے تابع ہوں، بلکہ زمانہ کے جائز اور واجب تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور اس کی زبان و ادب کی رعایت کے ساتھ علوم دینیہ کو زندہ رہنے اور اپنا کام کرنے اور زمانہ کا نہ صرف ساتھ دینے، بلکہ اس کی قیادت کرنے کے قابل بنائیں، اس کے لیے عربی مدارس تو ریڑھ کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کو ترقی دیں اور ان کے لیے اساتذہ تیار ہوں، ندوۃ العلماء کے ملحق مدارس کو اپنی پچاس ساٹھ سے متجاوز تعداد ہونے کے باوجد اساتذہ نہیں ملتے، آپ اس کے لیے بھی تیار ہوں، نئے مدارس قائم کریں، علوم دینیہ میں نئی زندگی اور تازگی پیدا کریں، صرف یہ نہیں کہ آپ فرسودہ چیزوں کو فرسودہ اور بوسیدہ چیزیں سمجھ کر پڑھائیں، بلکہ ان میں نئی روح، نئی توانائی پیدا کریں، تصنیفات نئی ہوں، تشریحات نئی ہوں، نئی ترجمانی ہو، نئی قوت تدریس ہو، نیا ذوق تعلیم ہو اور نئی ذہنی صلاحیت اور اس کے ساتھ ذکاوت، حافظہ اور مطالعہ کی وسعت ہو۔ یہ چار چیزیں جو میں نے اختصار سے بیان کی ہیں، ان کی طرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

طلبہ سے متعلق چار باتیں

اور اب وہ چار چیزیں بیان کرتا ہوں جو آپ کی ذات سے متعلق ہیں، انہیں آپ سرسری نہ سمجھئے گا، یہ ہزاروں صفحات کے مطالعہ کا نچوڑ ہے، اگرچہ خودستائی ہے اور اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے، محض اپنی بات میں اہمیت پیدا کرنے کے لیے کہتا ہوں کہ بہت کم لوگوں کو علمائے سلف اور علمائے معاصرین اور درمیانی دور کے علماء، خاص طور پر ہندوستان کے علماء کے تراجم پڑھنے کا موقع ملا ہوگا جتنا مجھے ملا ہو اور اس کے خاص اسباب تھے، کیونکہ میں ایک تاریخی ماحول اور مؤرخین کے گھرانے میں پیدا ہوا اور گھر میں سارا خزانہ موجود تھا۔

نزهة الخواطر جس میں ساڑھے چار ہزار سے زائد علمائے ہند کے تراجم ہیں اس کو میں نے کئی بار پڑھا، مسودہ کے مرحلہ سے لیکر طباعت کے بعد تک ہر مرحلہ میں کئی بار پڑھتا رہا، اسی طرح ''وفیات الاعیان'' اور طبقات کی جو کتابیں ہیں پڑھیں، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کی خدمت میں رہنے کا موقع بھی نصیب فرمایا۔

اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھیے

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست ہو، کسی درجہ میں تقویٰ، دیانت داری اور تعلق مع اللہ ہو، یا اسکی فکر ہو، یہ ایسی بنیادی بات ہے کہ جس کے بغیر نہ کسی کام میں برکت ہوتی ہے نہ حرکت اور ایسا حقیقی نفع اسی وقت ہوگا جب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ معاملہ درست ہو۔

میں یہ نہیں کہتا کہ آپ سب کے سب شب بیدار بن جائیں، صوفی اور عارف باللہ ہو جائیں، یہ ہر شخص کے لیے ضروری نہیں، لیکن جو ضروری حصہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک حد تک تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صحیح ہو اور اس کی فکر ہو اور اپنی نمازوں کی فکر ہو، دعا کا ذوق ہو اور انابت الی اللہ کسی نہ کسی درجہ میں ضرور ہو، یہ سب سے اہم اور بنیادی چیز ہے، اسے کبھی بھولنا نہیں چاہیے اور اس کے حصول کے بہت سے ذرائع ہیں، ان میں سے ایک تو یہی ہے کہ کتاب وسنت اور فقہ کا مطالعہ کریں اور اس کے مطابق اپنی نمازوں کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔

بزرگان دین کے حالات پڑھیں

اس کے علاوہ سب سے مؤثر چیز یہ ہے کہ بزرگان دین کے حالات پڑھیں اور اگر اللہ تعالیٰ نصیب کرے تو کسی بزرگ کی صحبت اختیار کریں، میں تو بے تکلف کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں سب سے بہتر

اور مفید حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتابیں، خاص طور سے ان کے ملفوظات و مواعظ ایک اچھا اثر رکھتے ہیں، میں نے الحمدللہ ساری ندویت، اپنے تمام ادبی ذوق اور تاریخی بلکہ انتقادی ذوق کے ساتھ ان سے فائدہ اٹھایا ہے اور آپ کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ اس سے آپ کو اپنی جاہ طلبی، حب مال اور معاملات میں کوتاہی کا علم ہوگا اور خاص طور پر اخلاق کی اصلاح، اجتماع کاموں میں اہمیت پر ان کے یہاں بڑا زور دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان سے یہ کام لیا ہے، آپ اس کی طرف ضرور توجہ دیں، آپ کے اندر اس کی کوئی مقدار ضرور ہونی چاہیے۔

زہد وایثار

دوسری چیز یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں، خاص طور پر اس کی دعوت وعزیمت کی تاریخ اور اس کی اصلاحی تحریکوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ عہد نبوی سے لے کر آج تک علم اور نفع خلائق کا، اصلاح وانقلاب حال کا اور زہد وایثار کا ساتھ رہا ہے، یہ دونوں بالکل ہم سفر ہیں، آپ اسلام کی پوری تاریخ کا جائزہ لیں گے تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں کا کہیں ساتھ نہیں چھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے ذریعہ امت کو نفع پہنچایا اور کسی بڑے فتنہ سے محفوظ فرمایا، ان میں سب سے بڑا فتنہ ردت کا فتنہ تھا، اور دوسرا فتنہ خلق قرآن کا تھا، جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے: نَصَرَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ یا۔ اَعَانَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِأَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ يَوْمَ الرِّدَّةِ وَبِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ يَوْمَ الْفِتْنَةِ اور اس کے بعد جو فلسفے کے حملے تھے، جن کے مقابلہ کے لیے جو لوگ آئے، امام غزالیؒ ہوں یا امام ابوالحسن اشعریؒ ہوں پھر اس کے بعد جو فتنے تھے ان کے مقابلہ کے لیے امام ابن تیمیہؒ وغیرہ آئے، پھر ہندوستان مین صوفیائے کرام جنہوں نے مادیت وغفلت اور سلطنت کے اثر سے جو جاہ پرستی، دولت پرستی اور نفس پرستی پیدا ہو رہی تھی، اس کو روکا پھر اس کے بعد غیر مسلموں کے اثر سے اسلامی معاشرے میں جو بدعات، مشرکانہ عقائد داخل ہو گئے تھے اور وحدۃ الوجود کا جو اثر فلاسفہ اور صوفیوں سے لے کر ادباء اور شعراء تک کے دماغوں میں سرایت کر گیا تھا، اس کے مقابلے کیلئے حضرت مجدد الف ثانیؒ آئے پھر اس کے قرآن مجید کے براہ راست مطالعہ اور حدیث سے اشتغال نہ ہونے کی وجہ سے جو ایک جاہلیت ہندیہ اور مقامی اثرات تھے اور اتباع سنت کا جو ذوق کم ہو گیا تھا اور عقیدہ میں رخنہ پڑ گیا تھا، اس کے سد باب کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے اخلاف وخلفاء کو اللہ تعالیٰ نے تیار کیا۔

غرض کہ پوری تاریخ بتاتی ہے کہ اصلاح کا کام، عزیمت کا کام اور سطح سے بلند ہو کر امت کے نفع کا کام اور زہد وایثار، دونوں میں اللہ تعالیٰ نے کوئی فطری اور طبعی رشتہ قائم کر دیا ہے جو اسلام کی پوری تاریخ میں ٹوٹنے نہیں پایا، اس لیے میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ اس کے لیے بھی آپ اپنے کو تیار

ہے؟ انہوں نے عذر کیا کہ میرے گھر میں بیری کا ایک درخت ہے، اس کی بیری بہت میٹھی اور مجھے مرغوب ہے، بریلی میں وہ بیری کھانے کو نہیں ملے گی، اس نے کہا کہ رام پور سے بیری کے آنے کا انتظام ہو سکتا ہے، آپ بریلی میں گھر بیٹھے اپنے درخت کی بیری کھا سکتے ہیں، مولانا نے فرمایا کہ ایک بات یہ بھی ہے کہ میرے طالب علم جو رامپور میں درس لیتے ہیں، ان کا درس بند ہو جائے گا اور میں ان کی خدمت سے محروم ہو جاؤں گا، انگریز کی منطق نے اب بھی ہار نہیں مانی، اس نے کہا کہ میں ان کے وظائف مقرر کرتا ہوں تاکہ وہ بریلی میں اپ سے اپنی تعلیم جاری رکھیں اور اپنی تکمیل کریں، آخر میں انہوں نے اپنی کمان کا آخری تیر چھوڑا جس کا انگریز کے پاس کوئی جواب نہ تھا، مولانا فرمایا کہ یہ سب صحیح ہے، لیکن آپ یہ بتائیے کہ کل قیامت میں خدا یہ سوال کرے گا کہ تم رامپور چھوڑ کر بریلی اس لیے گئے تھے کہ یہاں دو روپے ملتے تھے اور وہاں ڈھائی سو روپے ملیں گے، تو میں اس کا کیا جواب دوں گا؟ انگریز بہرحال انگریز تھا، اس نے کہا کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

زہد و استغنا کی مثالیں آج پھر زندہ ہونی چاہئیں

میرے عزیزو! میں تم سے صاف کہتا ہوں کہ ایسی مثالیں پھر زندہ ہونی چاہئیں، اللہ کا فیصلہ ہے اور اس کی سنت ہے، سارے آسمانی صحیفے بتاتے ہیں، انبیاء (علیہ اسلام) کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے اور مصلحین کی تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو عزت، سکون قلب اور روحانی سرور عطا فرماتا ہے، اور اس کے ساتھ جو برکت ہوتی ہے، وہ سب زہد ایثار پر موقوف ہے اور اب پھر وہ دور آ گیا ہے، خاص طور سے ہندوستان کے حالات اس زہد و ایثار کے طالب ہیں، یہ بہت بری روایت شروع ہو گئی ہے کہ جہاں زیادہ پیسے ملیں، جہاں زیادہ آسودگی حاصل ہو اور جہاں اپنے خاندان کی آسانی سے پرورش کر سکیں، وہیں جانا چاہیے، یہ بہت بڑی آزمائش ہے، اس سے بچنے کی دعا مانگنی چاہیے۔

جمہور اہل سنت کے مسلک سے کبھی نہ ہٹے گا

تیسری بات جو بہت تجربہ کی ہے وہ یہ ہے کہ میں نے بھی کتابیں پڑھیں ہیں، اسلام کے مذاہب اربعہ اور ان سے باہر نکل کر تقابلی مطالعہ کیا ہے، شاید کم ہی لوگوں نے اس طرح کا مطالعہ کیا ہو، ان تمام کے مطالعے کے نچوڑ میں ایک گر کی بات بتاتا ہوں کہ مہور اہل سنت کے مسلک سے کبھی نہ ہٹے گا۔

اس کو لکھ لیجیے، چاہے آپ کا دماغ کچھ بھی بتائے، آپ کی ذہنیت آپ کو کہیں بھی لے جائے، کیسی ہی قوی دلیل پائیں، جمہور کے مسلک سے نہ ہٹے گا، اللہ تعالیٰ کی جو تائید اس کے ساتھ رہی ہے،

کریں، کیوں کہ دوسری قوموں میں بھی کوئی کام زہد وایثار کے بغیر نہیں ہوا ہے، اگر چہ ان کے مزاج الگ، ان کے نتائج مختلف اور ان کے احکام بھی دوسرے ہیں، اس لیے اپنے آپ کو ارزاں فروشی سے بچائیں، صرف دولت دنیا کو اور عہدوں کو اپنا مطمع نظر نہ بنائیں، جہاں سے کام آجائے، مانگ آجائے۔ اور امید ہو جائے، بس آپ آنکھ بند کر کے چلے نہ جائیں اور زہد وایثار سے کام لیں، اسی زہد وایثار کے وعدے سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے، اس وقت نہ میں استیعاب کر سکتا ہوں اور نہ آپ کو ضرورت ہے۔

پوری تاریخ شاہد ہے کہ زہد وایثار سے جو حقیقی آسودگی اور صحیح عزت حاصل ہوتی ہے وہ کہیں نہیں حاصل ہوتی ہے اور یہی اصل مقصد ہے جو لاکھوں کروڑوں روپے کے مالک کو بھی حاصل نہیں ہے، وہ ایک لقمہ کو حلق سے اتارنے کیلئے بعض اوقات ترستے ہیں، ہنری فورڈ کہتا تھا کہ میری ساری دولت لے لو اور میرا ہاضمہ درست کر دو اور اس قابل بنا دو کہ میں کچھ کھا پی سکوں، حقیقی ضرورت کا سہولتوں اور عزت کے ساتھ پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتا ہے۔

اگر غیر مناسب بات نہ ہوتی تو میں بتاتا کہ میں اور میرے بعض رفقاء کو محض بزرگوں اور اپنے مربیوں کے فیض سے اور جو کتابوں میں پڑھا تھا، اس کے اثر سے اللہ تعالیٰ نے بچالیا، تو آج ہم اس قابل ہیں، ورنہ معلوم نہیں کسی یونیورسٹی یا کسی کالج میں ریٹائر ہو چکے ہوتے اور تھوڑی بہت پنشن وغیرہ جو ملتی ہے ملتی ہوتی اور اپنے قصبہ میں بیٹھے زندگی کے دن گزار رہے ہوتے، لیکن ہمیشہ ایسے موقعوں پر بزرگوں کے واقعات سامنے ہوتے ہیں، ان میں سے مولانا عبدالرحیم صاحب کی صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں، جس کی نظیر شاید مشکل سے ملے گی۔

مولانا عبدالرحیم رامپوریؒ کا واقعہ

والد صاحب مرحوم نے نزھۃ الخواطر میں مولانا نجم الغنی صاحب رام پوری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا عبدالرحیم صاحب معقولات کے اور ریاضیات کے بہت بڑے ماہر تھے، وہ قدیم درس پڑھاتے تھے اور انہیں ریاست رامپور سے دس روپے ماہانہ ملتے تھے، ان کی اپنے فن میں قابلیت کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی، جب بریلی میں پہلی مرتبہ کالج قائم ہوا ہے تو اس کے پرنسپل مسٹر ہاکنس نے ان کو آفر (پیش کش) کی کہ آپ بریلی کالج میں آیئے اور ڈھائی سو روپے آپ کی تنخواہ ہوگی، تو انہوں نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ ریاست سے مجھے دس روپے ماہوار ملتے ہیں، وہ بند ہو جائیں گے، ہاکنس نے کہا کہ میں تو اس وظیفہ سے پچیس گنا زیادہ پیش کرتا ہوں، اس کے مقابلہ میں اس حقیر رقم کی کیا حیثیت

جس کے شواہد و قرائن ساری تاریخ میں موجود ہیں، چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس دین کو باقی رکھنا تھا اور باقی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہے، ورنہ بدھ مذہب کیا باقی ہے، عیسائیت کیا باقی ہے، عیسائیت کے بارے میں قرآن کا ولا الضالین کہنا ایک معجزہ ہی ہے، یعنی وہ پٹری سے بالکل ہٹ چکی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے چونکہ اس دین اسلام کے بارے میں فرمادیا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور اس کے ساتھ جو تائید ہے، جو قوی دلائل ہیں، جو سلامت فکر اور سلامت قلب ہے، اس کے ساتھ جو ذہین ترین انسانوں کی محنتیں اور غور وخوض کے نتائج ہیں اور ان کا جو اخلاص ہے اور ذہن سوزی ہے، وہ کسی مذہب کو حاصل نہیں ہے۔

یہ وہ بات ہے جو ہمارے اور آپ کے استاذ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے اپنے بعض شاگردوں سے کہا، جیسا کہ مولانا اویس نگرامی صاحب نقل کرتے تھے اور سید صاحبؒ سے ان کے استاذ مولانا شبلیؒ نے کہی تھی، بعض لوگ چمک دمک والی تحریر پڑھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ (سورۃ البقرۃ: ۲۰۴) اور شہیدوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہیں علمائے سلف کا مذاق اڑاتے ہیں، کہیں مفسرین ان کے تیر کا نشانہ بنتے ہیں۔

لہٰذا مسلک جمہور سے اپنے کو وابستہ رکھیے، اس کا بڑا فائدہ ہوگا، اللہ کی خاص عنایت ہوگی، اس کی نصرت و برکت ہوگی اور حسن خاتمہ بھی ہوگا۔

یہ باتیں ہیں جن کو شاید زیادہ مؤثر طریقہ سے نہ کہہ سکا، لیکن آپ انہیں حقائق سمجھیں اور یہ مطالعہ اور تجربہ کا ماحصل ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان باتوں تک پہنچا ہوں اور آپ تک بطور امانت اور وصیت منتقل کرتا ہوں۔

علم سے ہمیشہ اشتغال رکھیں:

اور آخری بات یہ ہے کہ علم سے اپنا اشتغال رکھیے، اپنے کو بھی فارغ التحصیل نہ سمجھئے، ہمیشہ نئی اور پرانی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہیے، خواہ آپ کہیں رہیں، قرآن مجید کی تفسیریں، حدیث شریف کی شرحیں، تاریخ کی کتابیں اور جو کتابیں علم کلام پر اور صحیح عقائد کو پیش کرنے کیلئے صحیح طریقہ پر لکھی گئی ہیں، ان سب سے آپ کا ربط رہے اور ان کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہیں اور اپنے مرکز سے برابر تعلق قائم رکھیے:

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

(بشکریہ "تعمیر حیات"، لکھنؤ)

مولانا ابوالمعز

روئیداد: تقریب رونمائی کتب

(۱) ''افغان طالبان نظریاتی جنگ اور امن کی جدوجہد''

(۲) ''مولانا سمیع الحق حیات وخدمات''

گزشتہ دنوں عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق کی ایک نئی انگریزی کتاب منصۂ شہود پر آئی جس کا ٹائٹل افغان طالبان نظریاتی جنگ اور امن کی جدوجہد ہے۔اس کتاب میں مغربی پروپیگنڈوں کے توڑ کیساتھ ساتھ اسلام کے محاسن دنیا کے .سامنے اجاگر کر کے پیغام دیا گیا ہے اس کتاب کی بنیاد دراصل مولانا سمیع الحق صاحب کے انٹرویوز کا مجموعہ تھا جو دنیا بھر بالخصوص مغربی میڈیا کے معروف زعماء اور مشاہیر صحافیوں کو دے گئے تھے ،جنہیں ۱۲ سال قبل احقر (عرفان الحق حقانی) نے ضبط وترتیب دیکر مولانا عبدالقیوم حقانی کی معاونت سے ''صلیبی دہشتگردی اور عالم اسلام'' کے نام سے قارئین کے سامنے پیش کیا تھا، اسی طرح ایک دوسری کتاب اردو زبان میں معروف ادیب اور خطیب مولانا عبدالقیوم حقانی نے مولانا سمیع الحق کی حیات وخدمات کے نام سے شائع فرمائی جس میں انہوں نے مولانا سمیع الحق کی مستند اور دلچسپ سوانح ترتیب دی جو ایک منفرد داستان ہے، اہل ادب وقلم کی فرمائش پر ان دونوں کتابوں کی تقریب رونمائی قلب پاکستان لاہور شہر کے ایک ہوٹل لاہور پیلس میں ۲۵ مئی ۲۰۱۵ء کو منعقد کی گئی ،تقریب میں لاہور کے معروف علماء کرام، تجزیہ نگار، صحافت سے وابستہ نامور اہل قلم حضرات نے شرکت فرمائی جن میں معروف قانون دان ایس ایم ظفر ،معروف صحافی عطاالرحمٰن، پاکستان علماء کونسل کے حافظ طاہر محمود اشرفی، جماعت الدعوۃ پاکستان کے امیر حافظ محمد سعید ،مولانا عبدالرؤف فاروقی، جماعت الدعوۃ پاکستان کے رہنما مولانا امیر حمزہ، جید عالم دین مفتی حمید اللہ جان، مولانا محمد اجمل قادری، مولانا عرفان الحق حقانی، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا محمد یونس، مولانا عاصم مخدوم، مولانا اسرار مدنی، مولانا شوکت علی حقانی بھی شامل ہیں۔اس موقع پر انہوں نے جن تاثرات کا اظہار کیا وہ افادۂ عام کیلئے پیش خدمت ہیں تقریب کا افتتاح مولانا اعظم حسین کی تلاوت سے ہوا اور اختتام معروف علمی وروحانی شخصیت مولانا پیر سیف اللہ خالد کی دعا سے کیا گیا (عرفان الحق اظہار حقانی)

جناب ایس ایم ظفر

(معروف قانون دان وسابق سینیٹر)

مغرب میں اسلام فوبیا

سالہا سال بطور سینیٹر میری مولانا سمیع الحق سے رفاقت ہوئی جب ہم بیرون ممالک دوروں پر جاتے تو اسلام کے حوالے سے گفتگو کیلئے مولانا سمیع الحق کی خدمات حاصل کرتے جس میں آپ مغربی اعتراضات اور تنقیدوں کا تشفی بخش جواب دیتے ،مغرب میں اسلامی فوبیا اتنی زیادہ ہوگئی کہ میں ان کی ایک احمقانہ کردار کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ ایک دفعہ بیلجیئم سے پارلیمنٹ کے وفد کے بھیجنے کی دعوت آئی تو ہم مولانا سمیع الحق کے ہمراہ گئے جہاں ایئر پورٹ پر ویزے کے باوجود انہیں روک دیا گیا اور بتایا گیا کہ چونکہ آپ طالبان کے استاد ہیں اس لیے آپ کا داخلہ بیلجیئم میں ممکن نہیں، ہم نے یہ صورت حال دیکھی تو سب نے مل کر کہا کہ اسے داخلے کی اجازت نہیں تو ہم پورا وفد بھی داخل نہیں ہونگے ، پھر وہ مجبور ہوئے اور انہیں ملک میں داخلہ دے دیا لیکن پھر ان کا پیغام آیا کہ مولانا سمیع الحق جس وفد میں ہونگے ان سے ملاقات نہیں کی جائیگی۔ ہم نے یہ سن کر صاف انکار کر دیا کہ اگر ملنا ہے تو ان کے ہمراہ ملیں گے ورنہ تو ہمیں کوئی شوق نہیں، مطلب یہ ہے کہ آپ کو بتلاؤں کہ صرف داڑھی والے نہیں بلکہ پتلون، جوگر پہننے والے اور بغیر داڑھی والے بھی مولانا سمیع الحق کا احترام کرتے ہیں۔

کتاب پر تبصرہ

میری مجبوری یہ ہے کہ میں نے مولانا سمیع الحق کی یہ کتاب وار آف آئیڈیالوجی مکمل ابتدا سے انتہا تک پڑھی ہے اور جو شخص کتاب پڑھ لیں وہ مصنف پر کم اور کتاب کے متعلق زیادہ بولتا ہے۔ کتاب کے بارے میں چند باتیں کرونگا کچھ عرصہ قبل امریکہ کے ایک اسکالر نے ایک کتاب تہذیبوں کا ٹکراؤ لکھا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا جواب بڑے مدلل انداز سے مولانا سمیع الحق نے اس کتاب میں دیا کہ یہ تہذیبوں کا نہیں بلکہ سوچ وفکر اور رائے کی جنگ ہے۔اس کتاب میں تو آپ کیلئے تو شاید کوئی بڑی بات نہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وہ پاکستانی جن کو اسلام کا پورا ادراک نہ ہو ان کیلئے بہت کچھ ہے جس سے اسلامی آئیڈیالوجی اور مغربی آئیڈیالوجی میں واضح فرق سامنے آجاتا ہے یہ نہایت اہم کتاب ہے جس میں ان

برکات کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً انہوں نے لکھا ہے کہ اسلام میں ایک شخص کا ناحق قتل پوری انسانیت کا قتل ہے انسانی جان کی اتنی اہمیت کوئی مذہب آئین اور ملک اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا ہے ایک جگہ انہوں نے کہا کہ جب کوئی ریاست بنتی ہے تو عمرانی معاہدہ کے تحت اس کا آئین بنایا جاتا ہے۔

دنیا کو پہلا آئین اسلام نے دیا

دنیا والے کہتے ہیں کہ مغرب کو پہلا آئین امریکہ نے بنا کر دیا وہ بھول جاتے ہیں ان کو یاد دلانا چاہیے کہ سب سے پہلا آئین میثاق مدینہ کا تھا جس میں تمام شہریوں کو شامل کیا گیا اور سب کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا گیا۔قانون کی بالادستی ہماری عدالتوں میں اس سلسلے میں بڑا شور مچتا ہے اور ہمارے وکلاء بڑی ہدایات مغرب وامریکہ سے لے کر آتے ہیں کہ قانون کی بالادستی یوں ہوگی۔ مجھے جب کبھی موقع ملتا ہے میں انہیں اسلام کی مثالیں بیان کرتا ہوں۔ مولانا نے بھی انکا حوالہ دیا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کے درمیان خوشگوار زندگی گزارنے کیلئے اسلام کا ایک نسخہ بیان کیا گیا کہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی رعایت، احترام، حقوق کی پاسداری کریں۔ سب سے پہلے اسلام نے ہی عورتوں کے حقوق پیش کیے عورتوں کو مغرب نے اب جا کر جائیداد میں حق دیا جب اسلام نے چودہ سو سال قبل انہیں اس حق سے نوازا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو مولانا سمیع الحق کی تقلید کرنی چاہیے اور اسلام کے ان برکات کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہیے۔انہیں میڈیا میں لوگوں تک پہنچائے اور ساتھ ساتھ تحریک کی اہمیت کو بھی سمجھیں۔

مغربی اور اسلامی آئیڈیالوجی میں فرق

میں نے اس مسئلے پر کافی سوچ و بچار کیا کہ اسلام میں انسانی حقوق کا ذکر کیوں نہیں ہے اس لیے کہ اسلام نے فکر کرنے کی دعوت دی ہے تب جا کر مجھ پر یہ گرہ کھلی کہ اسلام میں ہر شخص پر فرائض لاگو ہیں جب وہ اسے پورا کریگا تو کسی کا حق ضائع نہیں ہوگا۔ اگر حکومت، ریاست اور افراد اپنے فرائض ادا کرے تو کسی قسم کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ مغرب اور اسلام کی آئیڈیالوجی میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ جیسے جہاد ہی کو لے لیجئے ہمارا نظریہ یہ ہے کہ جب تک کوئی جارحیت نہ کریں ہم اس سے جنگ نہیں کرتے جبکہ مغرب کی سوچ جب سے وہ سپر پاور بنی ہے یہ ہے کہ خطرے کو جان بڑھ کر پہلے حملہ کردو، اگر کسی ملک نے جارحیت نہ بھی کی ہو اور خطرہ محسوس ہو تو چڑھ دوڑو جسطرح امریکہ نے عراق میں ایک جھوٹے فتوے کا سہارا لے کر حملہ کیا اور ملک وقوم کو تباہ و برباد کر دیا پھر افغانستان میں تورہ بورہ کے

پہاڑوں سے خطرہ پیدا ہوا تو حملہ کیا۔

اصل دہشتگرد کون ہیں؟

اب بتایئے! کون ہے جو دہشت گرد ہے؟ ہم ہیں یا وہ؟ جو خطروں اندیشوں، اندازوں اور تخمینوں کی بنیاد پر جارحیت کرے اسلام تو کہتا ہے کہ جب تک کوئی تمہارے اوپر حملہ آور نہ ہو تو تم بھی جنگ نہ کرو، اس کا نتیجہ تو یہی ہے کہ وہ ہی دہشت گرد ہے، آگے جس بات کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی انتہائی اہم اور قابل غور ہے کہ مولانا سمیع الحق کے مدرسے سے جو فارغ التحصیل اور پڑھے ہوئے طالب علم ہیں وہ القاعدہ کے ممبر نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کہا جس کی مزید تفتیش اور تحقیق کی ضرورت ہے کہ القاعدہ نامی تنظیم کی کوئی حقیقت نہیں، اس پر لکھنا چاہیے اور بتانا چاہیے کہ کیا ہم کسی سراب کے پیچھے تو خود کو پریشان نہیں کر رہے ہیں؟ یہاں اس مجلس میں اک بات ہوئی جو قابل صد تحسین ہے اور کتاب میں بھی اس کا ذکر ہے کہ مسلمانوں کو مارنے والا مسلمان نہیں۔

مغرب کو ان کی زبان میں سمجھانے کی ضرورت

میں امید رکھتا ہوں کہ مولانا سمیع الحق کی طرح لکھنے لکھانے کا فرض اور ہمارے میڈیا کو سمجھانے کی ذمہ داری آپ سب اہل علم وقلم ادا کریں گے۔ آپ لوگوں کو انہیں انہی کی زبان میں سمجھانا ہوگا، آپ کے خطبات بڑے روح پرور اور جذباتی ہوتے ہیں، جسے سن کر طبیعت بڑی خوش ہو جاتی ہے، گویا آپ مسلمان کو مسلمان بنا رہے ہوتے ہیں، آپ اپنے آپ کو درست کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک نئی جنگ کا آغاز اور علماء کی ذمہ داریاں

اس وقت پورے عالم کو درست کرنے کی ضرورت ہے، باہر نکلیں یہ جہادِ اصغر ہے، پھر ایک اور فرض بھی بنتا ہے جس کا ذکر یہاں ہوا کہ اک نئی جنگ ہمارے اوپر مسلط کی جارہی ہے یہ جنگ کن کے درمیان ہو رہی ہے؟ مسلمان کو مسلمان سے لڑایا جارہا ہے، یہ مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑائے جانے کی جنگ ابھی شروع نہیں ہوئی بلکہ بہت عرصہ سے شروع ہے، جس کا نتیجہ اور خمیازہ آج ہم بھگت رہے ہیں، اسے درست کرنا آپ علماء کرام کا فرض ہے۔

علماء کرام اصلاح امت کی فکر کریں

اگر قانون درست نہ ہو تو ہم وکلاء اور جج صاحبان کا قصور ہے اور اگر مسلمانوں میں اتفاق نہیں ہے

تو آپ کے کسی فرض کی کمی ہوگی جسے آپ علماء کرام ہی نے پورا کرنا ہے۔علماء یکجا ہوکر متحد ہوں گے ،ہرمسلک اور ہرفرقے سے تعلق رکھنے والے ایک نظر آئیں گے' ایک دوسرے کا احترام ہوگا تو تب جاکر ہم کفر کے مقابل کامیاب ہوں گے، میں آخر میں مولانا سمیع الحق کے دعاگو ہوں کہ وہ اسی طرح اپنے مشن کو جاری وساری رکھیں جیسا کہ ان کو قیادت دی گئی ہے وہ اپنے پیروکاروں کو اس فرض پر توجہ دلانے پر آمادہ کریں کہ وہ مغربی میڈیا کا بھرپور تعاقب اور مقابلہ کریں۔

جناب عطاء الرحمٰن

(روزنامہ ''نئی بات'' کے مدیر اور نیوچینل کے نگران)

علماء کرام سے میری محبت

میری خوش قسمتی ہے کہ آج مجھے ایسے مقام میں حاضری کا موقع ملا جہاں جید علماء کی کہکشاں روشن ہے اور مجھ جیسے کمزور طالبعلم دنیا دار انسان کو اعزاز ملا میرے اعمال نامہ میں میرے لئے یہ بات بھی کافی ہے کہ میرا محبت اس وقت کے جید علماء کے ساتھ ہے، آج کی اس محفل میں جہاد اور علم یکجا ہوگئے ہیں وہی جہاد کامیاب ہوگا جو علم کے شعور اور طاقت کے ساتھ ہو آج جہاد کشمیر کی ایک بڑی علامت حافظ محمد سعید ہیں۔

مولانا سمیع الحق کے دنیائے سیاست پر گہرے اثرات

اس سے پہلے برپا ہونے والے جہاد، جہادِ افغانستان جس نے پوری دنیا کی سیاست پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور اب تک جتنی جہادی قوتیں ہیں وہ جہادِ افغانستان کی کوک سے نکلتی ہیں اور اس کے سب سے روشن معروف علامت مولانا سمیع الحق صاحب ہیں اور ان کی کتاب میں جہاد افغانستان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ جہاد کی ان سب بڑی علامتوں کے درمیان بیٹھنے کا موقع ملا۔

اشتراکی آئیڈیالوجی کے خاتمے میں مولانا سمیع الحق کا کردار

جہاں تک جہادِ افغانستان کا تعلق ہے تو اتنا کارنامہ تو پہلے سرانجام دیا ہے کہ اس کے نتیجے میں ایک ایسی سپر پاور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جس نے دنیا کے اندر ایک لرزہ پیدا کر دیا تھا۔جن کی اشتراکی آئیڈیالوجی نے بڑے بڑے سرمایہ دار متاثر کیے یہ جہادِ افغانستان کی برکت ہے اور کارنامہ ہے کہ اس طاقت کو پارہ پارہ کیا اور خاک میں ملا کر رکھ دیا۔جس کو امریکہ بھی شکست نہیں دے سکتا تھا۔اس جہاد میں

حصہ لینے والے اکثر دار العلوم حقانیہ سے تعلیم یافتہ تھے۔اور یہ مولانا کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ صرف اس پر کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہے۔

مولانا سمیع الحق اور کاشغر کی آزادی

دسمبر ۱۹۹۱ء میں جس دن سویت یونین کے ٹوٹنے کا باقاعدہ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا تو اس ناچیز صحافی کو بھی ماسکو کے ایئر پورٹ پر اترنے اور گیارہ دن گزارنے اور اتنی بڑی سپر پاور کو پارہ پارہ ہونے اور جہاد افغانستان کے کارنامے دیکھنے کا موقع ملا، پھر کاشغر آیا وہاں کے مفتی اعظم مولانا یوسف جو ابھی وفات پا گئے ہیں کے دفتر میں گیا جب اس کے دفتر میں گیا تو بڑی گرمجوشی سے ملا کیونکہ جہادِ افغانستان کے حمایتی ملک سے آیا تھا جس کے نتیجے میں کاشغر آزاد ہو گیا تھا۔یہ وہ کارنامہ ہے جس میں مولانا پیش پیش رہے۔ یہ انگریزی کی کتاب لکھ کر مسلمانوں کے نہیں بلکہ دنیا بھر کے دانشوروں کو بتایا کہ یہ جہاد انسانیت کے خلاف نہ تھی بلکہ قوم کی آزادی اور تحفظ انسانیت کیلئے تھی۔طالبان نے افغانستان پر آنے کے بعد دو بڑے کارنامے کیے پہلا وہاں جو بڑا اسلحہ تھا اسکو تلف کیا دوسرا انہوں نے کرائم کا بالکل خاتمہ کیا۔یہ وہ کارنامہ ہے جس کو مغرب تسلیم نہیں کرتا۔

انگریزی کتاب مولانا مدظلہ کا ایک اہم علمی کارنامہ

طالبان ایک مسلم قوت ہے ابھی ابھی خبر آئی ہے کہ طالبان اور افغان حکومت سے مذاکرات ہورہے ہیں جب تک طالبان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا افغانستان کا مسئلہ حل نہیں ہوگا ،حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے یہ کتاب پوری شرح صدر کے ساتھ لکھی ہے،حضرت مولانا سمیع الحق صاحب طالبان کے خلاف آپریشن کی بجائے مذاکرات کے حق میں تھے اگر مولانا کی یہ بات مان لی جاتی تو ۱۶ دسمبر کو پشاور کا واقعہ رونما نہ ہوتا آج بھی مولانا نے اپنا نقطہ نظر اس کتاب میں آپ کے سامنے رکھا یہ کتاب طالبانِ افغانستان کے بارے میں ہے تحریک طالبان تو لال مسجد آپریشن کے بعد وجود میں آئی، یہ کتاب حضرت مولانا کا بڑا کارنامہ ہے،اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب

(امیر جماعۃ الدعوہ پاکستان)

مولانا سمیع الحق مدظلہ سے دیرینہ تعلق

محترم علمائے کرام ،سامعین محترم! مولانا سے میرا گہرا تعلق ہے، یہ ایک لمبا سفر ہے جو الحمد للہ ہم

نے ملک میں طے کیا میدانواں میں طے کیااور بہت مشکل وقتوں میں مولانا کی قیادت میں کام کرنے کا موقع ملا مجھے یاد ہے وہ وقت جب 9/11 کا بہانہ بنا کر امریکہ اور نیٹو کے سارے ملک اپنی فوج اورٹیکنالوجی لیکر آرہے تھے اور امریکہ زخمی شیر کی طرح ڈھاڑ رہا تھا کوئی اس وقت اس کے سامنے بول نہیں رہا تھا آج کی وہ بڑی بڑی سیاسی پارٹیاں اس وقت بھی موجود تھیں بس ایک آواز اٹھی اکوڑہ خٹک سے مولانا سمیع الحق صاحب نے اس وقت لوگوں کو جمع کیا، سیاسی لوگ نہیں آئے تھے مولانا شاہ احمد نورانی آئے تھے قاضی حسین احمد آئے تھے اسی طرح کچھ دینی جماعتوں کے بزرگ تھے میں بھی ان میں شامل تھا، مولانا نے جس درد سے اپیل کی تھی کہ آج وقت ہے کہ ہم ان بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہوں۔

طالبان کی غلطی کیا تھی؟

کچھ دیر پہلے طالبان کی حکومت کو پاکستان نے قبول کیا تھا سعودی عرب نے قبول کیا تھا اور مولانا فرمارہے تھے کہ طالبان نے آخر غلطی کیا کی ہے کہ ان کے خلاف سازشوں کا طوفان اٹھایا گیا ہے آج وقت ہے کہ ہم ان بھائیوں کا دفاع کریں پھر مجلس میں طے ہوا کہ مسئلہ افغانستان کا ہے پاکستان کا ہے اللہ کی دشمنوں کی نظریں ان ملکوں پر ہے اور اپنی گہری سازشیں اور اے جنڈے لے کر یہاں آرہے ہیں، اور میڈیا کے اندر ایسی جھوٹی اور من گھڑت داستانیں پیش کی جاتی ہیں اور اتنا بڑا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں کہ آج دفاع کے لئے کوئی تیار نہیں۔

حقانیہ میں دفاع افغانستان کونسل کا قیام

بہر حال دارالعلوم میں دفاع افغانستان نام سے ایک ادارہ تشکیل دیا گیا اور الحمد للہ ہمارے بزرگوں نے پاکستان بھر کے اندر چکر لگا کر یہ بات کہی کہ امریکہ ہمارا دوست نہ تھا نہ ہے اور نہ کبھی ہوگا اور یہ صلیبی جنگ شروع ہوتی ہے، یہ دہشتگردی کے نام پر دنیا کا سب سے بڑا فراڈ اور جھوٹ ہے یہ اسلام کے خلاف جنگ ہے، سارے صلیبی اکھٹے ہیں ملک کے اندر مولانا سمیع الحق صاحب کی اور دیگر دینی جماعتوں کی یہی ایک آواز تھی۔

امریکہ کی جنگ دہشت گردی کی نہیں بلکہ اسلام دشمنی

میرے عزیز بھائیو! بعد کے حالات نے الحمد للہ یہ بات ثابت کی کہ یہ جنگ دہشتگردی کی خلاف نہیں تھی دہشتگرد خود امریکہ ہے اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک نظام ہے، اللہ تعالیٰ نے جہاں روس کو شکست سے دوچار کیا ان پہاڑوں اور وادیوں میں امریکہ کو بھی شکست کھانا پڑا ظالم ظالم ہوتا ہے اور طاقت میں اس وقت تک ہوتا ہے جب تک مظلوم اس کے مقابلے میں نہ ہو جب مظلوم ظالم کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے، تو طاقت مظلوم

کے ساتھ ہو جاتی ہے،امریکہ جیسی قوت کو بھی یہ جنگ ہار کر واپس ہونا پڑا

امریکہ کا دوہرا معیار

امریکہ نے پینترے بدلے اور بدل کر اپنی شکست کا انتقام لینے کیلئے جنگ شروع کی جو ابھی تک جاری ہے امریکہ کام خود نہیں کر سکتا تھا تو انڈیا کو افغانستان میں بٹھا کر بڑا اعزاز دیا،دونوں کے درمیان سٹریٹیجک پارٹنر شپ قائم ہوئی،مولانا کی کتاب میں یہ ساری باتیں موجود ہیں۔

امریکہ نے اس جنگ میں پاکستان کو پھنسا دیا

امریکہ نے پینترے بدلتے ہوئے پاکستان کے اندر بغیر کسی پرواہ کے وار شروع کیا جب کہ افغانستان جنگ لڑنی تھی تو Base (فوجی اڈہ) پاکستان میں بنایا،سڑکیں پاکستان سے لیں،فضائیں پاکستان سے لیں اور سمندر بھی پاکستان کے استعمال ہوئے، Base پاکستان کو بنایا اور میدان جنگ افغانستان کو اور جب پاکستان کے خلاف جنگ لڑنی تھی تو پینترا بدل کر بیس افغانستان کو بنایا اور میدان جنگ پاکستان کو اور انڈیا افغانستان کے اندر لا کر بٹھایا،انڈیا کے خلاف تو ہم سب بات کرتے ہیں آرمی چیف وزیر اعظم سب ہر تخریب کاری کے پیچھے انڈیا کو ملوث قرار دیتے ہیں،اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ثبوت ہے یہ باتیں بہت اچھی ہیں ہم تو اللہ کے فضل سے مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ پچھلے ساٹھ سالوں سے یہ بات کہہ رہے ہیں لیکن امریکہ کا نام نہیں لیا جاتا امریکہ کا نام لیکر کیوں گھبرا جاتے ہیں جب تک امریکہ کی دہشتگردی ختم نہ ہو،اس وقت تک مسئلہ ختم نہیں ہوگا۔

مولانا سمیع الحق کی امن کی پیش رفت میں قائدانہ کردار

میرے عزیز بھائیو!مولانا صاحب نے مذاکرات کی میز پر بیٹھا کر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی ان پر بڑے سوالات کھڑے ہوگئے،ان کے جوابات مولانا صاحب نے اپنی کتاب میں دی ہیں اصل میں یہ مسائل اس نوعیت کے ہیں کہ عام آدمی اس سے باخبر نہیں میڈیا واحد ایک راستہ ہے عوام کے پاس معلومات کا ذہن سازی کا اور تربیت کا لیکن اس کو ایک خاص انداز میں استعمال کیا جاتا ہے خصوصاً اس سیکٹر نے اسلام کو،مدارس کو نبیوں کے وارثوں کو دہشتگردی کے نام پر بدنام کیا ہے،اسکا جواب دینے کیلئے ہمارے پاس یہ کتاب ہے،جن میں مولانا صاحب نے تمام سوالات کا جواب دیا ہے۔

مولانا سمیع الحق دلِ دردمند رکھنے والی شخصیت

اللہ تعالیٰ نے امت میں آپ کو یہ وجاہت دی ہے آپ ہمیشہ سب کو جمع کرتے ہیں میدان میں نکلتے ہیں، آپ نے تو چمن تک کا سفر ٹرک میں کیا اسی طرح لاہور سے واہگہ تک کا سفر ٹرک میں کھڑے ہو کر کیا ہر موقع پر آپ نے ایک درد دل لیکر قوم کی ہر آواز پر لبیک کہا ضرورت کے وقت نکلے اور راہنمائی کی آج اس سے زیادہ بڑی راہنمائی کی ضرورت ہے، آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ مولانا کی کوششوں کو قبول کرے اور اسلام دشمنوں کو ناکام کریں۔

جناب عظمت عباس صاحب

(مرتب کتاب ''افغان طالبان وار آف آئیڈیالوجی سٹرگل فار پیس'')

کتاب کے خدوخال اور تعارف

افغان جہاد کی تاریخ پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے جس میں جگہ جگہ حقانیہ کا ذکر اسکے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور موجودہ سربراہ مولانا سمیع الحق کا ذکر آتا ہے۔ یہ کتاب افغان طالبان اور جہاد کی تاریخ کا ایک حصہ ہے، ہمارے بہت سارے صحافی یہاں آکر اپنے ذہن میں سوالات لے کر آتے ہیں دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق کے سامنے ان کا ویژن اور تاثر کچھ ہوتا ہے لیکن واپس جا کر جب وہ اپنے کمپیوٹر پر بیٹھتے ہیں تو اپنے افکار کو کسی اور نہج پر لکھ بیٹھتے ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے اس کتاب میں لکھی ہوئی ڈاکومنٹری، اینکرز اور صحافیوں کے سامنے آجائے اور انہیں اس مشکل سے نکال باہر کرے کہ ادھر وہ جو کچھ سوچتے ہیں وہ واپس جا کر نہیں لکھ پاتے ہیں۔ اس کتاب میں مولانا سمیع الحق کے ذاتی شجرہ نسب سے لے کر طالبان امن مذاکرات تک سب کچھ یکجا مل جاتا ہے۔ جس میں ہم نے کوئی چیز نہیں چھپائی اسے ہم نے مختلف چیپٹرز (ابواب) پر تقسیم کیا ہے یہ عام فہم اور سادہ زبان پر مبنی ہے۔

مولانا سمیع الحق کے انٹرویوز اور خیالات کے ترجمہ میں احتیاط

مولانا سمیع الحق بھی اس سلسلے میں ہمیشہ سے فکر مند رہے کہ ترجمہ کے دوران تاریخ کو توڑ مروڑ کر اور مسخ کر کے پیش نہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک دفعہ میں نے انکے انٹرویوز کے کتاب کا ترجمہ ڈیڑھ سو صفحات پر کیا تو انہوں نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تم بھی تاریخ کو مسخ کرنا چاہتے ہو، پھر ہم نے اس میں اضافے کیے، بہرصورت یہ کتاب افغان جہاد کی تاریخ کو سمیٹی ہوئی ہے اس سے زیادہ تفصیل اس لئے نہیں کرنا چاہوں گا کہ پھر آپ کو کتاب کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مولانا حقانی کے بار بار اصرار پر سوانح کی تدوین

میرے لیے انتہائی مشکل ہے کہ اپنی لکھی ہوئی چیز کے متعلق اظہار خیال کروں اور خدا گواہ ہے کہ یہ سب آپ کی محبت کی باتیں ہیں اور حسن ظن ہے ۔ آپ تمام حضرات نے اظہار کیا لیکن میں دل میں شرمندہ ہوتا رہا واللہ العظیم دل ہی دل میں اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا کہ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے مولانا عبدالقیوم حقانی دو تین سال سے مجبور کر رہے تھے کہ میں کتاب لکھنا چاہتا ہوں لیکن میں منع کر دیتا تھا میں نے کہا کہ ہمارے ہاں مرنے کے بعد یہ رواج تو ہے تو اس نے کہا کہ وہ حالات اس میں لکھنے ہیں جو قوم پر جہاد سے بحرانوں سے بڑے اہم مراحل سے گزرے ہیں تمہارے سوانح ہم نہیں لکھنا چاہتے وہ چیزیں ہم سب ریکارڈ میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ قرار دادیں، وہ کانفرنسیں وہ اعلامیے جن کا تعلق امت مسلمہ کے مسائل سے تھا اور صلیبی اور صیہونی دہشت گردی کے یلغار سے تھا۔ انہوں نے کہا کہ کم از کم وہ چیزیں نوجوانوں کے سامنے لائیں تو انہوں کتاب لکھی ۔ پھر یہ یہاں بینر لگا رہے تھے میں نے رات بار بار کہا کہ میری کتاب کا بینر لگا دو لیکن سوانح خدمات وغیرہ کا بینر مت لگانا میرے لیے بہت شرم کی بات ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اپنی خدمات گن رہا ہے، حقیقت یہی ہے میں یہاں زیادہ تقریر نہیں کروں گا۔

حقائق کو مسخ کرنے میں مغربی میڈیا کا کردار

بہر حال ایک یلغار شروع ہوئی مغربی میڈیا بم بھی برسانا چاہتا ہے اور میڈیا کے ذریعے بھی اسلام کے چہرے کو بھی مسخ کرنا چاہتے ہیں وہ چاہتا تھا کہ میں اسلامی دنیا کو یرغمال بنا لوں ، غلام بناؤں، لوگوں کا قتل عام کروں تا کہ اسلامی دنیا سے کوئی آواز ہی نہ اُٹھے ۔

آج قاضی صاحب کی مسجد شہداء میں اچانک میرے منہ سے نکلا : يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (الصف: ۸)

اَفْوَاهِهِمْ کی جنگ بڑی سخت تھی انہوں نے زبانیں کھول دیں، حقائق کو مسخ کرنے کیلئے میڈیا کو استعمال کیا یہ سارا میڈیا الیکٹرانک ہے یا پرنٹ میڈیا بِاَفْوَاهِهِمْ کے زمرہ میں آتا ہے یہ جنگ بڑی تیزی سے انہوں نے بد نام کرنے کیلئے شروع کی کہ یہ آواز بھی نہ اُٹھائیں استعمار سامراج کے ہم تین چار سو سال شکار رہے ہیں، ہم نے ایک انچ بھی کسی مغربی اور انگریز ملک پر تجاوز نہیں کیا اب مسلمانوں کو یہ لوٹ رہے ہیں، غلام بنا رہے

ہیں اوران کے خلاف طوفان بھی اٹھادیتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں تو مغربی میڈیا ٹوٹ پڑا۔

دارالعلوم حقانیہ،مغربی میڈیا کا ہدف

اتفاق سے دارالعلوم حقانیہ اور میں اس کا زیادہ ہدف بنا تو میں نے اس کو وقت کی ضرورت سمجھا کہ جتنا ہوسکے ان مسائل کو سمجھایا جائے ،میں نے اپنے علماء کو بھی دعوت دی کہ یہ القاعدہ ، یہ اسامہ بن لادن، یہ ملاعمر اور یہ جہاد، یہ فلسطین ، یہ کشمیر، یہ افغانستان اور انسانی حقوق یہ جو مسائل اُٹھارہے ہیں یہ اس زمانے کا علم کلام ہے ایک علم کلام تو اس وقت کا تھا معتزلہ خوارج کرامیہ باطنیہ کو قائل کرنے کیلئے اُس علم کلام پر اُس زمانے کے علماء حق نے بے تحاشہ کام کیا ہے اور اُس زمانے کے فرق باطلہ کو مدلل انداز میں مسکت جوابات دیئے۔اب عصر حاضر میں ایک نئے علم الکلام وجود میں آنا چاہیے،سب علماء کرام کواس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

دارالعلوم حقانیہ مغربی صحافیوں کا محور

اتفاق سے وہ تمام صحافی دارالعلوم تشریف لانے لگے، دارالعلوم میں تقریباً ۱۹۹۱ء سے یہ سلسلہ شروع ہوا طالبان میدان میں آئے ہیں۔اس وقت سے یہ سیلاب امڈ پڑا تو میں کوشش کرتا تھا کہ یہ ایک جہاد ہے ان کو سمجھایا جائے حقائق کو پچاس پچاس ،سوسو میڈیا کے نمائندے جمع ہوجاتے تھے انتہائی شدت کے دور میں اور ٹاپ کے صحافی ہنری اور فلاں اور فلاں اور BBC ایک لائن لگی رہتی تھی۔ میں بخاری شریف پڑھنے کے بعد ان کے پاس آتا تھا طالب علم ناراض بھی ہوتے تھے کہ یہ کافر مرداروں کو کیوں یہاں آنے دیتے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھے ان کے ساتھ بات کرنے دو۔ہماری کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں ہونی چاہیے۔

ان میں کرسٹینا لیمب، جیفری گولڈ برگ جیسے اور اس کے علاوہ نہایت ہی حاسد اور متعصب میڈیا کے لوگ آکرلڑنے لگے، پھر میں ان سے کئی کئی گھنٹے بات کرتا تھا اس بات چیت کے بعد انٹرویو کی شکل میں ضبط کرتے رہے ابھی تک وہ سلسلہ جاری ہے۔

اردو کتاب کے انگریزی ترجمہ کا پرزور مطالبہ

وہ اردو حصہ میں شائع ہوگیا تھا، حضرت حافظ محمد سعید صاحب اور تمام اکابرین اس کتاب کی تقریب رونمائی میں موجود تھے اس وقت جناب مجید نظامی مرحوم اور ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال ،جنرل اسلم بیگ، جنرل حمید گل سب نے اسکی ضرورت محسوس کی کہ یہ باتیں ساری انگریزی میں ہونی چاہیے تو پھر انگریزی کی کوششیں ہم نے کی لیکن عمدہ اور معیاری چیز نہیں بن رہی تھی، ہم نے کہا کہ پھر یونیورسٹیوں کو انگریزوں کوان کے پارلیمنٹوں کواور ممبروں کو بھیجنا ہے تو اس اسٹنڈرڈ کی چیز ہونی چاہیے تو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا

کہ پچھلے ہفتے میں یہ کتاب اب شائع ہوگئی آپ حضرات نے حوصلہ افزائی کی میرا حوصلہ بلند کیا آپ حضرات خود مجاہدین ہیں، جہاد کے مرد میدان ہے اور پھر ہمارے صحافی حضرات نے بھی ہر جگہ سے مجھے اطلاع دی کہ بہت ضرورت کی چیز ہے اور پھر یہ ضرورت اب بھی باقی ہے یہ مسائل ابھی نہیں ختم ہوئے یہ مسائل اب اور زور وشور اور شدت سے اُبھریں گے۔ کیوں کہ جنگ جاری ہے یہ جنگ نئے نئے موڑ میں داخل ہو چکی ہے اور اگر طالبان نے یہ قربانی نہ دی ہوتی تو ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی ناک کٹ چکی ہوتی کہ امریکہ اور روس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہرا یہاں تک کہ حکمران آپ کے ان کے سامنے لیٹ گئے آپکے افواج سارے ان طاقتوں کے دباؤ میں آگئے، اور ان کیلئے استعمال ہونے لگے آپکی سیاسی جماعتیں ٹس سے مس نہیں ہوئیں ان میں ایک دوڑ لگی ہے کہ امریکہ آقا کو کون زیادہ خوش کرے، آپ کے نئے جدید طبقہ تعلیم یافتہ لبرل لوگ وہ تو امریکہ کو اس جہاں کا نجات دہندہ سمجھتا ہے۔

وزیر اعظم کی طالبان دشمنی اور صدر افغان سے ملاقات

مجھے بڑا افسوس ہے کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کو کیا ہوا؟ ابھی وہاں گئے، افغانستان اور اشرف غنی کیساتھ جو ملاقاتیں ہوئی۔ تو وہاں جوش میں آکر میاں صاحب نے کہا کہ اب ہم افغان طالبان کے خلاف بھی مشترکہ آپریشن کریں گے۔ یہ بیان آیا ہے یعنی ان کی قربانیوں کی قدر نہیں کریں گے بلکہ ان کو بموں سے اُڑائیں گے جبکہ وہ اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں مسئلہ کفر اسلام سے زیادہ ملک کو آزاد کرانے کا ہے۔ جب امریکہ کسی کو حق نہیں دیتا کہ کوئی اس پر قبضہ جمالے جب چین حق نہیں دیتا اور آزادی لڑنے والے کو ابراہام لنکن اور کیا کیا بنا رہے ہیں۔ ہیرو بنا رہے ہیں دنیا بھر کے اقوام کو حق دیتا ہے کہ آزادی کا تحفظ کریں لیکن مسلمانوں کی جنگ کی آزادی وہ برداشت نہیں کرتا ہے۔ ایسے حالات میں میاں صاحب نے بڑی دردناک بات کی ہے کہ جن لوگوں نے ہماری امت کو، تقدس کو، عظمت کو، تشخص کو بچا کے رکھا ان کو یہ صلہ ہم دے رہے ہیں۔

جدید نظریات اور تصورات کی جنگ میں علماء کی ذمہ داری

یہ حالات ہیں ہمارے خلاف دشمن کے تصورات نظریات کی تو بہر حال میں نے تو تھوڑی سی کوشش کی ہے اور اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی دعاؤں سے اپنے میری حوصلہ افزائی کی اور بہت زیادہ شکرگزار ہوں، میں اسکا اہل نہیں تھا آپ تمام حضرات کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کا اجر عطاء فرمائے اور اللہ حامی و ناصر ہو۔ حضرت حافظ محمد سعید صاحب، جناب عطاء الرحمان صاحب، جناب ایس ایم ظفر صاحب، مولانا اجمل قادری صاحب جو ہمارے مخدوم ہیں جو تمام بزرگ یہاں آئے اللہ ان کو اجر عطا فرمائے۔

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

عالم اسلام کی موجودہ صورت حال

مغربی سامراج کی واپسی کی غماز ہے

آج سارا عالم خاص طور سے عالم اسلام خطرناک دور سے گزر رہا ہے، اس خطرہ کے آثار ان عرب ممالک میں نظر آئے جہاں حالیہ برسوں میں عوامی انقلابات برپا ہوئے، لیکن آج حالات پھر ویسے ہی ہوگئے ہیں، جیسے کہ پہلے تھے اور پیمانے بدل گئے ہیں، ان انقلابات کا مقصد یہ تھا کہ اس ظالمانہ عسکری نظام حکومت سے آزادی حاصل کی جائے جس نے تمام تر آزادیوں کو چھین لیا تھا، خاص طور سے دینی آزادی کو سلب کرلیا تھا، اشتراکی ممالک میں دین اور دیندار حضرات کا مذاق اڑایا جارہا تھا، خصوصاً مصر، شام، تونس، یمن اور لیبیا میں دین اور علماء دین کا استہزاء عام ہوگیا تھا، دینی وسماجی اصلاح کا کام کرنے والوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا تھا، قیدخانوں میں ان کو وحشیانہ سزائیں دی جارہی تھیں اور ان کی ایک بڑی تعداد کاروان شہیداں میں شامل ہوگئی:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ
مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الاحزاب:۲۳)

”ان ہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں کہ انہوں نے جو عہد کیا وہ پورا کر دکھایا تو بعضوں نے اپنا ذمہ پورا کردیا اور بعض انتظار میں ہیں اور ذرا بھی نہیں بدلے“

جمہوریت اور حقوق انسانی کی پاسداری کا دعویٰ کرنے والے مغربی بلاک نے ظالمانہ فوجی نظام کو تسلیم کرلیا، اس نے نہ تو اس نظام کی کوئی مذمت کی اور نہ ہی اس کے مظالم سے پردہ ہٹانے کیلئے کوئی اقدام کیا، چہ جائے کہ وہ اس نظام کو تبدیل کرنے کی کوئی زحمت گوارہ کرتا، چنانچہ جب ان ممالک میں انقلابات ہوئے اور آزادی کا اعلان کیا گیا اور موجودہ حالات میں اپنا کردار ادا کرنے کیلئے مظلوم اسلامی

عنصر سامنے آیا، تو اس مغربی بلاک میں ہلچل مچ گئی، جس نے سابقہ فوجی نظام کو تسلیم کیا تھا بلکہ اس کی حمایت کرتے ہوئے الیکشن کے جھوٹے نتائج کو قبول کرلیا، اور ان ممالک کی صورتحال کو ایک نئی روش پر لانے کیلئے وہاں دخل اندازی شروع کردی اور حالات ایک بار پھر ویسے بنادیے گئے جیسا کہ پہلے تھے اور جو لوگ ابھی قید و بند سے آزادی حاصل کر پائے تھے وہ پھر دوبارہ پس زنداں ڈال دیے گئے اور سینکڑوں موت کی گھاٹ اتار دیے گئے، ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے ظالمانہ نظام کے سقوط کے بعد حالات سے فائدہ اٹھا کر ایک منصفانہ نظام حکومت قائم کرنے کی کوشش کی۔

شام و عراق میں مختلف قسم کے واقعات سامنے آئے اور شام میں تو قتل و غارت گری اور لہوارزانی کا بازار گرم تھا اور یہ تمام کارروائیاں اور سازشیں ان افراد کو انجام کار تک پہنچانے کیلئے ہو رہی تھیں، جو ملک میں ہونے والی جنگ سے گریز کر رہے تھے، شام تو اشتراکی اور فوجی نظام کی مدد کرنے والے ملک روس کے زیر نگیں تھا اور روس برابر اس فوجی نظام کی پشت پناہی کر رہا ہے اور وہ بحران کا حل پیش کرنے والی تمام کوششوں کو ناکام بنا رہا ہے، اس وقت بھی مغربی ممالک نے انسانیت کی لہوارزانی کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی، صدام کو سولی دیئے جانے کے بعد عراق میں امریکہ کی ماتحتی میں ایک ایسا نظام حکومت وجود میں آیا جو اپنے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنے والوں کو بدستور موت کے گھاٹ اتارتا رہا، اور امریکہ کی پشت پناہی میں قائم ہونے والی حکومت عراقی قوم کے ایک خاص طبقہ کو نشانہ بناتی رہی اور پورے ملک میں آئے دن قتل و غارت گری اور خون خرابہ کے واقعات رونما ہوتے رہے، جن کی زد میں مسلسل یہی خاص طبقہ آتا رہا۔

امریکی تسلط کا تقاضہ یہ تھا کہ ملک میں امن و امان قائم ہو جائے اور بغیر کسی مذہبی، لسانی، قومی اور علاقائی تفریق کے سب کے ساتھ عدل و انصاف کا معاملہ کیا جائے، لیکن وہ ایسا نظام قائم کرنے میں ناکام رہا، کیونکہ حالات نے ایک نیا رخ اختیار کرلیا، کہ وہ عناصر جو طویل عرصہ سے کچلے جا رہے تھے، انہوں نے حالات سے فائدہ اٹھا کر ایسا محاذ قائم کیا جس نے خلافت اسلامیہ کے قیام کا اعلان کر دیا، چنانچہ اس میں عراق و شام کے جنگجو شامل ہوتے گئے اور پر تشدد کارروائیاں کر کے لوگوں کو اپنا ہمنوا بننے پر مجبور کیا، میڈیا نے ان کارروائیوں کے بعض ایسے ہولناک اور دل ہلا دینے والے مناظر پیش کیے کہ جس کو دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ساری دنیا نے اس پر اپنے ردعمل کا اظہار کیا، علماء نے ایسی

کارروائیوں کو اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیا اور کہا کہ اسلام میں شدت پسندی اور دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں، چنانچہ امریکا اور اس کے حلیف ممالک اسلام کی طرف منسوب اس محاذ کا استحصال شروع کر دیا اور جب اس محاذ نے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے اسلامی خلافت کی داغ بیل ڈالنے کا ارادہ ظاہر کیا، تو امریکہ نے فوجی مداخلت کا فیصلہ کر لیا اور اس خطرہ کو ختم کرنے کے لیے جنگی جہاز روانہ کر دیے، امریکی صدر باراک اوباما نے اپنے ایک بیان میں جس کو رائٹر نے شائع کیا تھا، ''عراقیوں کو ایک ایسی حکومت کی تشکیل پر ابارا، جو مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتی ہو، تاکہ وہ انتہا پسندوں کا متحد ہو کر مقابلہ کریں اور ہر وقت احتیاط سے کام لیں کیونکہ بھیڑیا دروازہ تک پہنچ چکا ہے اور تن تنہا امریکی فضائی حملے اس کے لیے کافی نہیں''۔

باراک اوباما نے وائٹ ہاؤس میں صحافیوں کے ساتھ پریس کانفرنس کرتے ہوئے یہ عہد لیا کہ وہ عراق میں امریکی فوج کی توسیع کیلئے حتی الامکان کوشش کریں گے تاکہ داعش کے انتہا پسندوں کو روکا جاسکے اور یہ صرف عراق ہی کیلئے خطرہ کا باعث نہیں بلکہ پورے خطے کیلئے خطرناک ثابت ہو رہے ہیں۔

اس میں برطانیہ بھی امریکہ کا ہم خیال ہو گیا اور اس نے نام نہاد اسلامی انتہا پسندی پر اپنے خدشات کا اظہار کیا، چنانچہ برطانوی وزیرأعظم ڈیوڈ کیمرون نے اپنے ایک بیان میں امریکی صدر براک اوباما کی تائید کی اور ستم یہ کہ انہوں نے ان تمام مصائب و آلام سے تجاہل عارفانہ برتا، جن سے دنیا کے مختلف خطوں میں مسلم اقلیتیں دوچار ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ امریکہ و برطانیہ دونوں ہی دنیا کے دیگر ممالک خاص طور سے انگولا، برما، فلپائن، تھائی لینڈ اور سری لنکا وغیرہ میں مسلمانوں پر جو ظلم ستم کے پہاڑ توڑے گئے اور توڑے جا رہے ہیں، ان دونوں ملکوں نے اس کے خلاف ذرا بھی لب کشائی کی جرات نہیں کی، حالانکہ ذرائع ابلاغ میں اس کی تفصیلات آتی رہتی ہیں۔

یہ بیانات اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ معدنیات و قدرتی ذخائر سے لبریز عالم اسلام میں امریکی دیورپی دخل اندازی یقینی ہے اور وہاں ان ممالک کا قبضہ ہو گا جس کی وجہ سے سامراجی نظام پھر قائم ہو جائے گا، اس کا اصل محرک یہ ہے کہ مغربی ممالک کا اقتصادی نظام زوال پذیر ہے، افلاس وغربت کا دور دورہ ہے، اندرونی امن وسکون غارت ہو چکا ہے، اور عام بے روزگاری کا ماحول بن گیا ہے، لہٰذا

اب اس کا سیدھا نشانہ عالم اسلام ہے، اب اگر سامراجی ممالک عالم اسلام پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، تو اسلامی ممالک سے سامراجیت کا خاتمہ ممکن نہیں ہوگا، بلکہ مداخلت کے جواز پیدا کر کے سامراج دنیا کے دیگر ممالک میں داخل ہو جائیگا، اس مقصد کے لیے خواہ امن وامان کی فضا کو درہم برہم کرنا پڑے، یا پھر قوموں کے درمیان انتشار و خلفشار، ملکوں میں خانہ جنگی کے حالات یا مختلف دھڑوں میں اختلافات اور ٹکراؤ پیدا کرنا پڑے، اس سے دریغ نہیں کریں گے، موجودہ حالات اس کے غماز ہیں۔

سامراج ساتویں صدی کے نصف میں مصر سے شروع ہوا، پھر اس کا دائرہ وسیع ہوتے ہوئے ایشیائی ممالک تک پہنچ گیا، مغربی سامراج کے مقصد کو اس وصیت نامہ سے سمجھا جا سکتا ہے جس کو سامراج کی دستاویز کہا جاتا ہے، یہ وصیت نامہ ۱۵ مارچ ۱۶۷۶ء کو جرمن مفکر لیبنز leibniz (۱۹۴۶ء-۱۷۱۶ء) نے لوئی چہاردہم (louisXIV) کو روانہ کیا تھا، اس وقت فرانس طاقتور ملک تھا اور جرمنی سے اس کی کشمکش تھی، جرمن مفکر نے ۱۶۷۶ء میں پیرس جا کر لوئی چہاردہم کو جرمنی کے بجائے مصر پر حملہ کے فوائد سمجھائے۔

''میں آپ کی توجہ ایک پلان کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہوں، یہ مصر پر حملہ اور قبضہ کا پلان ہے، مصر کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جس پر قبضہ کرنے سے پورے عالم پر قبضہ کیا جا سکتا ہو اور ساری دنیا کی تجارت اپنے قبضہ میں آسکتی ہو، یہ کثیر آبادی اور زرخیز زمین والا ملک ہے، جس کی مثال ملنا مشکل ہے، یہ قدیم زمانہ میں علم وتمدن کا مرکز رہا ہے اور خدا کی نعمتوں کا حامل، لیکن اب یہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے، جو ہمارے دشمن ہیں، یہ کیوں مسیحیت سے محروم رہے؟ یہ ایشیا اور افریقہ کے درمیان پل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے ذریعہ ہم ایشیا اور افریقہ پر قبضہ کر سکتے ہیں، یہ بحر احمر Red Sea اور بحر ابیض Mediterranean Sea کے درمیان حائل ہے، پورے مشرق تک پہنچنے کا راستہ ہے، آپ کیلئے مصر پر قبضہ آسان ہے، قسطنطنیہ پر ترکوں کا قبضہ ہے، لیکن اگر مصر پر ہنگامی حملہ کیا جائے تو خلافت عثمانیہ کے لیے اس کی مدد کرنا مشکل ہے، اس کے علاوہ مصر وسیع ریگستانی علاقوں سے گھرا ہوا ہے''۔ اس کے بعد روس و امریکہ نے مصر و شام اور عراق پر قبضہ کر لیا۔ اگر عالم اسلام خاص طور سے عالم عربی میں مسلمانوں میں آپسی انتشار و افتراق بڑھتا رہا، اختلافات اور جھگڑے جاری رہے، اور مذہبی، فکری، علمی اور قومی تعصب کی آگ بھڑکتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب یہ پورا خطہ مغربی سامراج کے قبضہ میں ہوگا۔ (ترجمہ: شیخ زید احمد بارہ بنکوی)

(قسط ۳۸) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

(۶۹ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی تجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

مجلس شوریٰ کا اجلاس

دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء کو میاں مسرت شاہ صاحب کاکاخیل کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں دور دراز سے دارالعلوم کے ارکان شوریٰ نے بھاری تعداد میں شرکت کی اجلاس کا آغاز ممتاز قراء کی تلاوت سے ہوا، جس کے بعد حضرت والد ماجد کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مہتمم وبانی دارالعلوم نے سال گزشتہ کے حسابات آمد وخرچ اور منظور شدہ میزانیہ کے تفاوت نیز دارالعلوم کے تمام تعلیمی اور انتظامی شعبوں کی کارگزاری پر مفصل روشنی ڈالی، انہوں نے فرمایا کہ مجلس شوریٰ نے ۱۳۸۸ھ کیلئے ایک لاکھ نوے ہزار تین سو پچانوے کی منظوری دی تھی لیکن بعض منصوبے زیر عمل نہ آسکنے کی وجہ سے پچھلے سال

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۱۳۸۸ھ دارالعلوم کے مختلف شعبوں پر ایک لاکھ ستاون ہزار چھہتر روپے پچاس پیسے خرچ ہوئے اور آمدنی ایک لاکھ نوے ہزار پانچ سو ستاسٹھ روپے اکیاسی پیسے ہوئی سال رواں ۱۳۸۹ھ کے لئے آپ نے دو لاکھ پانچ ہزار ایک سو پچیس روپے کا میزانیہ پیش کیا جس میں ۳۰ ذی الحجہ کو موجود فنڈ کی رو سے اگر چہ ساٹھ ہزار چھ سو اکہتر روپے ترانوے پیسے کا خسارہ ہے ،مگر مجلس شوریٰ نے حسب سابق خداوند کریم کے فضل وکرم اور متوقع آمدنی کے پیش نظر بجٹ کی منظوری دیدی ،شیخ الحدیث صاحب نے آئندہ عزائم اور ضروریات کے ضمن میں دارالعلوم کے نصاب اور نظام تعلیم مختلف تعمیراتی ضروریات ایک دارالتربیت کے قیام، ماہنامہ الحق کے ترقیاتی پروگرام ،شعبہ قرأت وحفظ اور دارالصنائع کے قیام وغیرہ پر روشنی ڈالی جس کی تکمیل کے لئے خطیر اخراجات مہیا کرنے کے لئے ملک وملت کے دردمند حضرات کو توجہ دلائی گئی ، بجٹ پر بحث میں اکثر ارکان نے آزادانہ حصہ لیا مولانا مسرت شاہ صاحب کاکاخیل ،الحاج شیر افضل خان آف بدرشی ،سید تاج میر شاہ صاحب چیمبر آف کامرس پشاور ، جناب الحاج مکاتی صاحب نوشہرہ ،جناب عبدالخالق خلیق صاحب پشاور ، قاری محمد امین صاحب راولپنڈی اور دیگر حضرات نے دارالعلوم کی شبانہ روز ترقی پر نہایت اطمینان کا اظہار کیا چیمبر آف کامرس کے صدر جناب سید تاج میر شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا دارالعلوم کی تفصیلی کارگزاری دیکھ کر میں محو حیرت ہوں اور وعدہ خداوندی کا ظہور دیکھ کر مجھے یقین ہو رہا ہے، کہ دین کی حفاظت بوریہ نشینوں ہی سے ہوسکتی ہے، مادی علوم وفنون اور اقتصادیات کے ماہرین سے نہیں ، مجھے آج اس اجلاس میں ایک روحانی مسرت ہو رہی ہے، جو زندگی بھر نصیب نہیں ہوئی ،انہوں نے ملک کے تمام اہل خیر کو توجہ دلائی کہ وہ دارالعلوم کے تمام منصوبوں میں بھرپور حصہ لیں اور اس کارخانہ علوم نبویہ کو زیادہ سے زیادہ خدمات کا موقع عطاء فرماویں ،اجلاس میں شرکت کرنے والے حضرات میں سے چند کے نام یہ ہیں:

الحاج مولانا مسرت شاہ کاکاخیل ،جناب میاں اکرم شاہ کاکاخیل ،میاں مراد گل صاحب کاکاخیل، قاری محمد امین صاحب ،قاری سعید الرحمٰن صاحب خطیب راولپنڈی ،مولانا قاضی عبدالسلام صاحب ،حکیم جمال الدین صاحب ،کرنل عثمان شاہ صاحب نوشہرہ صدر، جناب الحاج شیر افضل خان صاحب آف بدرشی، جناب سید میر تاج شاہ صاحب پشاور ،جناب عبدالغفار مکاتی صاحب امان گڑھ، جناب عبد الخالق صاحب خلیق ،جناب مولانا محمد یوسف قریشی صاحب پشاور، مولانا عبدالحنان صاحب جہانگیرہ ،حاجی عبدالجبار صاحب ، ڈاکٹر صاحب شاہ صاحب ،مولانا مجاہد خان صاحب ،حضرت جمال صاحب ،جناب

مستقر صاحب، مولانا شاہ سید صاحب اور مقامی مجلس منتظمہ۔

۲ بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے کلمات تشکر و دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

علمائے مشرقی پاکستان کی آمد

۳۰ ستمبر کو حضرت شیخ الحدیثؒ سے ملاقات اور حالات و حالات حاضرہ پر تبادلہ خیالات اور دارالعلوم دیکھنے کیلئے مشرقی پاکستان جمعیۃ العلماء اسلام سے تعلق رکھنے والے حضرات علماء کی ایک جماعت دارالعلوم تشریف لائی جس میں مولانا پیر محسن الدین احمد صاحب رنگپور، امیر جمعیۃ العلماء اسلام مولانا ابوالحسن صاحب جسری نائب صدر، مولانا محی الدین خان ایڈیٹر مدینہ و نیا زمانہ ڈھاکہ، مولانا ذاکر احمد صاحب خطیب جامعہ مسجد چاٹگام، مولانا شوکت علی صاحب چاٹگام، مولانا شوکت علی صاحب کھلنا، مولانا عبدالجبار صاحب ناظم جمعیۃ ڈھاکہ شامل تھے، دارالعلوم کا معائنہ فرما کر آپ سب حضرات نے نہایت مسرت اور خوشی کا اظہار کیا، عصر سے قبل دارالعلوم کے دارالحدیث میں طلبہ سے علم کی اہمیت اور فضیلت پر مختصراً وفد کے کئی حضرات نے روشنی ڈالی۔

اخلاق کے سنوارنے اور خلق خدا کی اصلاح کا علم

جناب پیر محسن الدین صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا، کہ علم وہ ہے، جو اللہ کے ہاں محبوب ہو، جو اخلاق کے سنوارنے کا ذریعہ ہو، اور وہ علم جس کو آج دنیا سیکھ رہی ہے، اس سے انسان کو انسان بننے کا راستہ بھی نہیں ملتا، یہاں کے علم نبوت سے آپ کو اخلاق کی تربیت خلق خدا کی اصلاح اور رسول کریم ﷺ کی اتباع جیسی دولت میسر ہوگی یہ وہ علم ہے، جس کے اللہ کے ہاں بہت بلند درجات ہیں آپ نے فرمایا: یہاں حاضر ہو کر دل کو تسکین حاصل ہوئی نظم و نسق کے علاوہ روحانی قدر و قیمت بھی یہاں موجود ہے۔

دارالعلوم حقانیہ مدنی فیوضات کا منبع

مولانا ابوالحسن جسری صاحب نے فرمایا کہ شیخ الحدیث میرے زمانہ دیوبند کے شفیق استاد ہیں، یہی شوق مجھے کشاں کشاں یہاں لیکر آیا ہے، اور آج دارالعلوم دیکھ کر میری روح میں تر و تازگی پیدا ہوئی ہے، اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدنی فیوضات کا ایک منبع ہے، علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

دیوبند کا پاکستانی ایڈیشن ''حقانیہ'' اور الحق فکری محاذ کا رہنما

حضور اقدس ﷺ نے علم کی تقسیم کی ہے، ایک وہ جو دل میں اترے صرف زبان تک نہ رہے، وہ علم

نافع ہے آگے اسکی ٹہنیاں نکلیں گی اور تمام اعضاء پر محیط ہوگا ،مشرقی پاکستان کے پر جوش ملی وقومی کارکن اور صحافی مولانا محی الدین خان ایڈیٹر نیا زمانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ دارالعلوم دیوبند کا پاکستانی ایڈیشن ہے،اس کے یہاں کا فیض دور دراز تک پھیل رہا ہے،اور حضرت شیخ الحدیث کے بے شمار تلامذہ کے لحاظ سے بنگال بھی اس سے فیضیاب ہورہا ہے،یہ مقام ہمارا روحانی مرکز اور اس کا ترجمان ''الحق'' ہمارا فکری محاذ کا رہبراور رہنماء ہے،آپ نے فرمایا: جب صدر ایوب نے قرآن پر ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے ذریعہ دست درازی کی اور ایڈیٹر الحق (مولانا سمیع الحق) نے علمِ جہاد اٹھا کر اپنے اداریہ میں ۲۲ نکاتی چارج شیٹ شائع کیا ،تو مشرقی پاکستان میں اس سے آگ لگ گئی ،علمائے کرام نے اس کا ترجمہ کر کے لاکھوں تعداد میں گھر گھر پہنچایا اور بالاخر اس وقت حکومت نے شکست کھا کر سر تسلیم خم کیا ،ایک چھوٹے سے قصبہ کے بے بضاعت علمی پرچہ کے ذریعہ اتنا بڑا کام اللہ کا فضل ہے، جسے آئندہ تاریخ یاد رکھے گی آپ نے فرمایا سید احمد شہیدؒ نے اکوڑہ خٹک سے علم جہاد بلند کیا تھا ، جو غداری کی وجہ سے بظاہر بالاکوٹ میں ختم ہوا ،مگر یہ حقانیہ کا فیض اور جہاد کا تسلسل ہے جس نے سرزمین ہزارہ سے اٹھے ہوئے ایک شخص کے دین میں تحریفی کوششوں کا بھرپور تعاقب کیا۔ اللہ اسے مزید توفیق دے۔

نورالمشائخ حضرت ملاشور بازار کے فرزند مولانا فضل عثمان مجددی افغانی کی آمد

افغانستان کے مجددی خانوادہ کے ایک ممتاز فرد اور حضرت ملا شور بازار نورالمشائخ کے فرزند مولانا فضل عثمان مجددی ۳ ستمبر بروز جمعہ تشریف لائے ،حضرت شیخ الحدیث کے مکان پر کئی گھنٹے قیام فرمایا ،نماز جمعہ سے قبل مجمع سے اپنے پر جوش کلمات خیر وحکمت سے حاضرین کو محظوظ فرمایا ،بیت المقدس کے المیہ کے علاوہ ملک میں سوشلزم جیسے غیر اسلامی نعروں کے فروغ پر انتہائی درد اور الم کا اظہار کیا اس ضمن میں انہوں نے فرمایا کہ ایک جرمنی نے مجھے کہا کہ تم مسلمان ہو اس لئے ترقی نہیں کرتے کہ آپ نے اپنا راستہ اور اپنا نظریہ چھوڑ دیا ہے، ظاہری اسباب اور وسائل کی کمی نہیں دنیاوی ترقی کے امور بھی آپ نے اپنائے لیکن دین پر آپ نے چلنا ترک کردیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جو امیدیں پاکستان سے وابستہ کی تھیں ،افسوس کہ وہ خاک میں مل گئی ہیں ،ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے دین پر ڈٹے رہیں نئے نئے نعروں اور ازموں کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں ،وہ کمیونزم جو افغانستان اور پاکستان میں پھیل رہا ہے ،ہمیں اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہئے ، یہ درحقیقت دہریت ہے، اور میں نے بخارا وغیرہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، کہ اس اشتراکیت میں

عورتوں تک کو مشترکہ سرمایہ بنالیا جاتا ہے ،اس اشتراکیت کی کوئی چیز نہ تو اسلام برداشت کرسکتا ہے اور نہ پختون قوم کی غیرت وحمیت ،ہم صرف حضور کریم ﷺ کا دامن تھام لینے سے کامیاب ہوسکتے ہیں ،انہوں نے فرمایا کہ ہمارا کام ہمیشہ علم اور دین کی خدمت رہا ہے، یہاں دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں دین کی جو عظیم الشان خدمات ہورہی ہے، جو کچھ ہمارے ہاتھوں سے خدمت ہوسکے ہم اس سے دریغ نہ کریں گے۔

مولانا مفتی محمود اور مولانا خان محمد کندیاںؒ کا وفاق کے امتحانی ہال کا معائنہ

۱۰ شعبان کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ مردان جاتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات اور تبادلہ خیال کی غرض سے دارالعلوم ٹھہرے ،دیگر علماء کے علاوہ خانقاہ سراجیہ کندیاں کے ممتاز مرشد حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ بھی آپ کے ساتھ تھے اس وقت وفاق العربیہ کے زیر اہتمام دورۂ حدیث کا امتحان جاری تھا ،حضرت مفتی صاحب سیدھے امتحان گاہ تشریف لے گئے اور بحیثیت جنرل سیکٹری وفاق المدارس امتحان کا معائنہ فرمایا ،طلبہ کی کثیر تعداد اور نظم وضبط کو دیکھ کر نہایت مسرت اور اطمینان ظاہر فرمایا بعد از ظہر طلباء کی خواہش پر آپ نے مسجد میں مختصر خطاب فرمایا اور شام کو واپسی ہوئی۔

سالانہ امتحانات اور تعطیلات

سالانہ امتحانات ۳۰ رجب کو شروع ہوکر ۱۱ شعبان تک جاری رہے ،دورۂ حدیث کے امتحانات کی نگرانی وفاق المدارس کے نامزد نگران جناب مولانا میاں محمد جان (عرف غلجو میاں) صاحب مدرسہ حمایت الاسلام غلجی نے فرمائی اور دیگر امتحانات کی نگرانی کا کام مقامی اساتذہ نے انجام دیا۔آج ۱۲ شعبان سے دارالعلوم کے شعبہ عربی میں تعطیلات رمضان شروع ہوئیں ،شعبہ تعلیم القرآن ،دارالافتاء اور دیگر دفاتر حسب معمول مصروف رہیں گے۔

احاطہ محمودیہ اور بعض کواٹروں کی تعمیر

دارالعلوم کے مشرقی جانب احاطہ تالاب میں تعمیرات کا مسئلہ مدت سے زیر غور ہے ،رہائش طلبہ اور مدرسہ تعلیم القرآن کے لئے مزید عمارت کی ضرورت کے پیش نظر پچھلے چند ماہ سے اس احاطہ میں اللہ کے بھروسہ پر تعمیر کا سلسلہ شروع کردیا گیا تالاب کے حصہ میں دارالاقامہ سے متعلق نچلی منزل کا کچھ حصہ مکمل ہو چکا ہے، جسے احاطہ محمودیہ (منسوب بہ شیخ الہند مولانا محمود حسن) کا نام دیا گیا ہے ،اب اوپر تعلیم القرآن (مڈل سکول) کیلئے تعمیر کا کام جاری ہے ،اسطرح احاطہ تالاب کی نئی عمارت میں مزید پچاس ۵۰ طلبہ کی گنجائش نکل

آتی ہے، جواب تک درسگاہوں وغیرہ میں نہایت تکلیف سے قیام پزیر تھے،اسکے علاوہ پرانے دارالاقامہ کے مغرب میں بھی دارالاساتذہ کی شکل میں ایک بلاک بن چکا ہے،ان تعمیرات میں پچھلے چند ماہ میں تقریبا ۳۵ ہزارروپے خرچ ہو چکا ہے،جبکہ ابھی تعمیری ضروریات کا کافی حصہ اہل خیر کی نگاہ تعاون کا محتاج ہے۔

جمعیت کا انتخابی منشور اقتصادی ومعاشرتی مسائل کا جامع

جنوری ۱۹۷۰ء : اب تک کئی سیاسی جماعتوں کا منشور سامنے آچکے ہیں،مگر جمعیت علمائے اسلام نے یکم جنوری سے بہت قبل جو اسلامی منشور مرتب کیا اور جس جامع انداز سے ملک کے تعلیمی ،اقتصادی معاشرتی اور انتظامی مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں سمویا ہے،اسکی داد نہ دینا ستم ظریفی ہوگی یہ علماء کی طرف سے پہلی قسم کی جامع اور مؤثر کوشش ہے،جسکی تحسین پوری فراخدلی سے کرنی چاہئے،پیش نظر منشور کا قصہ بعض جماعتوں سے جمعیت کے مشروط معاہدہ سے قطعی طور پر علیحدہ مسئلہ ہے،جمعیت کے بعض معاہدوں یا پالیسیوں سے ازروئے اخلاص اختلاف کی گنجائش بھی ہوسکتی ہے،اور ہوسکتا ہے کسی کی صوابدید اسے مذکورہ معاملہ میں شرح صدر نہ ہوسکنے دے تاہم یہ بات بالکل اٹل ہے،کہ ایسا منشور تو نہ کیمونسٹ نواز جماعتوں کا ہوسکتا ہے،اور نہ کوئی سوشلسٹ ہونے کا ذہن اسے ایک لمحہ کے لئے برداشت کرسکتا ہے،اگر کسی جماعت یا پارٹی کا لائحہ عمل اس کے منشور سے واضح ہوسکتا ہے،تو جمعیت کا منشور ان تمام الزامات کا جواب ہے،جو جمعیت کے سوشلسٹ ہونے کے لگائے جارہے ہیں،صاف بات تو یہی ہے کہ اکابر حق پورے انصاف سے ایک دوسرے کی لغزشوں پر گرفت کرتے ہوئے بھی اتفاق واتحاد کی کوئی راہ نکالیں ،کہ اسی میں دین کا فائدہ اور اسی میں قوم کی نجات ہے،ورنہ باہمی اختلاف اور باہمی الزامات اور جوابِ الزام سے فائدہ بے دین اور گمراہ جماعتوں کو ہی پہنچے گا افسوس روم جل رہا ہے،مگر نیرو بانسری بجانے میں مشغول ہے،کاش! باہمی اختلاف کے ہولناک نتائج پر ہمارے تمام اکابر علمائے حق کی نظر پڑ جائے ،اور وہ کسی متفقہ طریق کار اور لائحہ عمل پر یکجا ہوسکیں ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے جانشینوں پر آج پوری قوم کی نگاہیں،لگی ہوئی ہیں،پھر کیا وہ اپنی باطنی فراست سے نہیں دیکھتے کہ محمد قاسمؒ سمیت محمود الحسن دیوبندیؒ شیخ الاسلامؒ ،مولانا مدنیؒ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے تمام اکابر کی سعید روحیں اپنی روحانی اولاد کے افتراق وانتشار سے کتنی بے چین ہیں۔

تلمیذ حضرت علامہ کشمیریؒ مولانا محمد انوریؒ کا انتقال

علمی حلقوں کیلئے ایک بڑے صدمے کی خبر ہے،کہ حضرت مولانا محمد انوریؒ لائلپوری ۲۲

جنوری ۱۹۷۰ء کو صبح سات بجے انتقال فرماگئے، مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ستر برس تھی حضرت رائے پوری سے خلافت پائی اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے تلمذ اور صحبت و خدمت کی خاص نسبت حاصل تھی عمر بھر علم او ردین کی خدمت و اشاعت میں کوشاں رہے، ۱۹۴۷ء میں لائکپور آ کر ایک دینی مدرسہ قائم کیا، اور بڑی بے نفسی اور خاموشی سے تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہے، حق تعالیٰ مولانا مرحوم کو درجات عالیہ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے، رحمه الله وجعل الجنة مثواه

دارالعلوم کے مخلص خادم کی وفات

۲۴ جنوری بروز ہفتہ دارالعلوم کے ایک نہایت مخلص اور ہمدرد رکن شوریٰ جناب الحاج خان محمد اعظم خان خٹک رئیس اکوڑہ خٹک کا انتقال ہوا، مدت سے کینسر کی تکلیف تھی دارالعلوم کے تاسیس سے لیکر اب تک آپ نے اپنے والد بزرگوار جناب خان اعلیٰ محمد زمان خان خٹک مرحوم کی طرح پوری جانفشانی اور تندہی سے دارالعلوم کی ترقی و استحکام میں حصہ لیا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ غایۃ درجہ کا نیازمندانہ اور خادمانہ تعلق رہا اور کسی حال میں دارالعلوم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ تعمیرات کی نگرانی چندہ کی فراہمی الغرض ہر مرحلہ میں پیش پیش رہتے، اس لحاظ سے موصوف کی جدائی دارالعلوم کے پورے حلقہ اور حضرت شیخ الحدیث والد ماجد کے لئے ذاتی صدمہ ہے، مرحوم کی عمر ۷۱ سال تھی نہایت ملنسار خوش خلق اور قومی و ملی خدمت کے جذبات سے معمور انسان تھے، تحریک پاکستان میں اپنے علاقہ میں اہم کردار ادا کیا، جنگ کشمیر کا موقعہ ہو یا جنگ ستمبر کا مہاجرین کی آبادکاری کا سوال ہو یا علاقہ کی تعلیمی و طبعی ضروریات اور بلدیہ کی نظامت، ہر موقع پر بساط سے بڑھ چڑھ کر خدمات بجالائے، تقسیم سے قبل آنریری مجسٹریٹ رہے، پھر امیر محمد خان مرحوم کے زمانہ میں صوبائی ایڈوائزری کونسل کے رکن نامزد ہوئے، مسلم لیگ کی عاملہ کے ممبر بھی رہے، اور ریفرنڈم میں بھی اہم حصہ لیا، ۱۹۵۰ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے پچھلے کئی سال سے قومی و ملی خدمات کا زیادہ تر حصہ لیا دارالعلوم کے بناؤ سنوار میں لگایا، دنیا سے جاتے جاتے اپنے پڑوس میں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی شدید بیماری کی حالت میں دن بھر اس کام کی نگرانی خود کرتے، دارلعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن کو نہ صرف زمین وقف کی بلکہ تعمیر کے وسائل اور نگرانی کا کام بھی خود انجام دیا، اپنے والد بزرگوار مرحوم خان محمد زمان خان خٹک کے نقش قدم پر چلنے والے اور ان کی کئی خوبیوں کے وارث کی جدائی پر آج نہ صرف دارلعلوم بلکہ پورا علاقہ سوگوار ہے، اللہ تعالیٰ حسنات کو قبول اور خامیوں سے درگزر فرمائے،

مقبولیت کا کچھ اندازہ جنازہ سے ظاہر ہوا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی ، نماز عصر کے بعد اپنے مرحوم کے پہلو میں جگہ پائی ، رحمہ اللہ تعالیٰ

چیچک کی وجہ سے تیرہ سو مشتاقان حج کو محروم رکھنے کا جرم

راقم الحروف کو اس دفعہ کئی امور پر خامہ فرسائی کی خواہش کے باوجود بعض اشغال وعوارض کی وجہ سے دلجمعی اور یکسوئی سے لکھنے کا موقع نہ مل سکا اس سلسلہ میں سفینہ عرفات سے جانے والے حجاج کرام کو جس اندوہناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑا وہ پورے عالم اسلام کے لئے سنجیدہ غور وفکر کا مستحق ہے، مغربی تہذیب کی رو میں ہم ایسے بہہ گئے کہ ہمارا دل و دماغ ہر معاملہ میں اسی ڈگر پر سوچنے لگا ہے، مسبب الاسباب پر بھروسہ جاتا رہا اس حد تک بہرحال روادار نہیں، کہ چند ایک آفت رسیدہ افراد کی وجہ سے ہزار بارہ سو مسلمانوں کو بیت اللہ کی آغوش میں پہنچ کر بھی فریضہ حج سے محروم کردیا جائے ،اس مسئلہ پر ماہنامہ الحق کے سرپرست حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ایک مجلس میں اپنے جو تأثرات ظاہر کئے ہیں انہیں برادرم مولانا شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم نے اپنے الفاظ میں ضبط کیا ہے، جسے ہم یہاں پیش کرتے ہیں ۔

تعدیت مرض کے موضوع پر شیخ الحدیث کے تاثرات

عرفات کے بابرکت میدان میں رحمت کائنات محسن انسانیت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھ سے متجاوز نفوس قدسیہ کو یہ اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے تمام رسوم کو میں نے یہاں روند دیا ہے، آئندہ مسلمانوں کو صرف اسلام اور دین کی پیروی کرنا ہوگی ، جاہلیت کے اس عقیدہ کو ''امراض کے اندر تعدی ہے'' آنحضرت ﷺ نے دوسرے موقع پر اس طرح باطل قرار دیا کہ لا عدویٰ و لا طیرۃ (اسلام میں امراض کی تعدی اور بدفالی وغیرہ نہیں) اگر موجودہ دور کے مسلمان اس عقیدہ پر قائم رہتا تو آج تقریباً تیرہ سو زائرین حجاج تڑپ تڑپ کر حج کی سعادت سے محروم نہ رہتے ،ان مظلوم حجاج کی بے تابانہ نگاہیں ان مقدس پہاڑوں پر پڑ رہی تھیں جس کے درمیان بیت اللہ شریف کا مقدس ونورانی بقعہ ہے،ان کے کان گزرنے والے لاکھوں حجاج کی تکبیروں کی آوازیں ،لبیک کی آوازیں سن رہے تھے مگر افسوس کہ حکومت کی بے بصیرتی اور تغافل نے ان بے دست وپا دور افتادہ مسلمانوں کے دیرینہ تمناؤں اور دلی خواہشات کو جدہ کے صحرا میں دفنا دیا طرہ یہ کہ آغوش حرم میں مناسک حج سے محروم کردئے گئے،اس جانگاہ منظر کا احساس وہی کرسکتا ہے، جسکو حرمین شریفین کی دید کا جذبہ اور تڑپ دیار حبیب ﷺ کو کھینچ رہا ہو۔

واقرب ما یکون الشوق یوما
اذا دنت الخیام الی الخیام

تاریخ میں یہ سانحہ رہتی دنیا تک ذمہ دار افراد کی قساوت اور شقاوت کا بدنما داغ رہے گا، اگر یہ غفلت شعار حکام دسویں کی رات کو بھی حجاج کرام کو عرفات پہنچادیتے، تو ان کا فریضہ ادا ہو جاتا، پاک و ہند میں اسلام کی ترویج واشاعت کی ایک اہم وجہ یہ بھی بتاتے ہیں، کہ جب ہندوستان کے شہروں یا قصبوں میں طاعون یا ہیضہ کی بیماری پھیلتی تو وہاں کے مقامی ہندو اپنے گھروں اور شہروں میں اپنے بیماروں کو چھوڑ کر دور بھاگ جاتے تھے اور مسلمان اپنے پختہ عقائد اور بلند اخلاق کی بناء پر اپنے گھروں میں رہ کر ان ہندو بیماروں کی خدمت کرتے رہتے، جب وہ بیمار ہندو شفایاب ہوجاتے تو بے اختیار وہ مسلمان ہوکر کہتے کہ جو مذہب زندگی کے نازک اوقات میں اپنے پیروکاروں کی ہمدردی اور اعانت چھوڑ دیتے وہ موت کے بعد ہماری کیا مدد کرے گا، یہ عجب انصاف ہے کہ سفینہ عرفات میں چند حاجی چیچک میں مبتلا ہوئے، اور ان کی وجہ سے ۱۳۰۰ مشتاقان حج کو سعادتِ حج سے محروم کردیا گیا۔ اوّلاً تو چاہئے تھا کہ اسلامی عقائد کے ماتحت ان مریضوں کو بھی سعادتِ حج کی اجازت دے دیجاتی بصورت دیگر ان کو قرنطینہ میں رکھ کر بقیہ حجاج کو مناسک حج کے لئے چھوڑ دیا جاتا، کیا رسول خدا نبی رحمت ﷺ نے جذامی مریض کے ساتھ کھانا نہیں کھایا ہے؟ اور فرمایا کل ثقة بالله وتوکلاً علیه اور اسی سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے فاروق اعظم حضرت عمر فاروقؓ نے مجذوم کے ساتھ ایک ہی برتن سے کھانا کھایا اور اگر بالفرض ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے ایمان بچانے کی خاطر فرمن المجذوم پر عمل مقصود ہے تو پھر مریضوں کو قرنطینہ میں رکھتے نہ کہ تمام تندرستوں کو بھی حج سے محروم کردیتے، اگر چیچک دوسروں کو متجاوز ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں سب لوگ اس بیماری میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ تو یہ محض وہم وگمان تھا، کیونکہ وہ باقی سب کے سب اب تک بحمد للہ چیچک سے محفوظ ہیں تو بقیہ حجاج میں سرایت وتعدی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، پاکستان و دیگر ممالک میں ہمیشہ چیچک وغیرہ کی بیماریاں رہا کرتی ہیں، ہر دو گھر میں ایک دو بچے بیمار رہتے ہیں تو پھر تمام پاکستانیوں کو قرنطینہ کرنا چاہئے تاکہ چیچک نہ پھیلے، ایسے عقیدہ سے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے یہ غیر مسلموں کا عقیدہ ہے، اسی طرح نظریہ کی وجہ سے مسلمانوں میں مریضوں کے ساتھ ہمدردی نہ رہی جسکا اثر یہاں تک پہنچا کہ اب عبادات بھی اس کے زد میں آگئیں۔

حدیث شریف میں ہے لا عدویٰ کہ امراض میں تعدی نہیں ہے،اس کے دو مطلب ہیں ،ایک مطلب تو یہ کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے کیلئے نہ علت ہے نہ سبب ،جیسا کہ ایک اعرابی نے کہا کہ ایک خارشتی اونٹ کی وجہ سے اور بھی خارشتی ہوجاتے ہیں،تو حضور ﷺ نے فرمایا فمن احرب الاول ۔؟ پہلے کو کس نے خارشی بنادیا ؟ جس قادر مطلق ذات نے پہلے اونٹ کو مرض میں مبتلا کیا،اس نے دوسرے کو بھی اس مرض میں مبتلا کردیا،اگر ایک مرض متجاوز کرنے کی لئے علت مان لی جائے،تو معلول کا وجود علت کے ساتھ لازمی ہے، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں طاعون وغیرہ امراض پھیل جاتے ہیں تو وہاں دس فیصدی بیمار ہوجاتے ہیں،اور نوے فیصد محفوظ رہتے ہیں،جیسے گزشتہ طاعون کی رپورٹ سے ظاہر ہے،اور فرمن المجذوم (جذامی سے بھاگ جانے) کا حکم محض ضعیف الاعتقادلوگوں کے دین کو محفوظ رکھنے کی خاطر ہے کہ سبب کو علت کا درجہ نہ دیں مگر زیر بحث قضیہ میں تو تندرستوں کو حج سے روک دیا گیا،اور جرم یہ بتاتے ہیں کہ ان پر بیماروں کی ہوا لگی ہے،

دوسرا مطلب یہ ہے کہ مرض علت تو نہیں مگر سبب ہے،تو اس صورت میں بھی تندرست حجاج کو رکھنا جائز نہیں ،بطور مثال آگ ہلاکت کا سبب ہے،یا پٹرول کو آگ لگنے سے قیامت خیز مناظر سامنے آجاتے ہیں۔تو پھر آگ ماچس وغیرہ اپنے پاس نہیں رکھنا چاہیے،پانی میں بہت سے لوگ ڈوب کر مرجاتے ہیں،یا کنویں میں گرکر ہلاک ہوجاتے ہیں حالانکہ لوگ آگ یا پٹرول پانی یا کنوئیں کا قرنطینہ نہیں کرتے ،

الغرض اسلام نے ہمیں تعلیم دی کہ تمام مخلوق بالخصوص مریض سے ہمدردی سے پیش آؤ،عیادت تیمارداری کا بہت بڑا ثواب ہے،اگر تعدی کا وہم مسلمانوں میں پھیل گیا،تو پھر یہ مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت سے غافل ہوجائینگے۔افسوس کی بات ہے کہ وہم ، جاہلیت کا غلبہ وتسلط اتنا بڑھ گیا،کہ مراکز دین کے خدام نے بھی اسطرف توجہ نہ کی کہ اسلام نے جس چیز کو بیخ و بن سے کاٹا تھا،اسکی تصدیق ہم کیوں کررہے ہیں ، حالانکہ سعودی حکومت ایک وقت توحید اور اللہ پر بھروسہ کی اتنی دعویدار بنی تھی،کہ شریعت کے حدود میں جائز اسباب اور وسائل کے ارتکاب کو بھی شرک قرار دیتی تھی مگر اب معاملہ الٹا ہوگیا،ضروری ہے کہ ان مظلوم حجاج کی حالت زار پر رحم وکرم فرماتے ہوئے ان کے روکنے اور ٹیکوں کے غلط اندراج کرنے والوں کا مؤاخذہ ومحاسبہ کرکے ان حجاج کو آئندہ سال کرایہ اور زرمبادلہ کی پوری سہولت مہیا کی جائے اور مکمل سہولتوں کے ساتھ فریضہ حج کی سعادت بہم پہنچائیں،جبکہ حکومت نے ان کے حج کو قضا کرکے ان پر آئندہ قضا لازم کردیا ہے۔ واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل (جاری ہے)

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

قرآن کریم، ایک معجزۂ کتاب
فضائل وآداب

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد! فاعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (یونس:۵۷ تا ۵۸)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی کتاب آئی ہے جو سراسر نصیحت اور دلوں کی بیماری کے لئے شفاء ہے ہدایت اور مومنین کے لئے ذریعہ رحمت ہے۔ آپ کہہ دیجیئے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اس فضل و مہربانی یعنی قرآن کے اترنے پر خوش ہونا چاہیے۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ان اللّٰه یرفع بهذا الکتاب أقواماً و یضع به آخرین (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے بعض قوموں کو بلندی عطا فرماتے ہیں اور بعض کو ذلت و پستی۔

بہترین دولت

محترم حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے شمار احسانات فرمائے اور ایمان کی بہترین دولت عطا فرمائی تو وہ بھی رسول خاتم المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بن کر عطا ہوئی جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا امام اور افضل الرسل پیغمبر ہیں اور پھر رہنمائی کیلئے ایک کتاب عطا فرمائی جسکی مثال نہ ملتی

ہے اور نہ ملے گی۔ ایسی کتاب جو کامل ترین اور ہر طرح کے تغیر و تبدل سے پاک ہے اور ہر پہلو سے بے مثال کتاب ہے۔

معجز و محفوظ کتاب

ایک ایسی کتاب جس کا لفظ لفظ اور نقطہ نقطہ محفوظ ہے اور محفوظ کیوں نہ ہو کہ لم یزل حفیظ ذات نے خود ارشاد فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یہ کتاب ہم نے ہی نازل کی اور ہم ہی اس کے حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہ ایک معجز کتاب ہے جس میں آج تک کسی بھی قسم کی تحریف و تبدیل کی ہمت کسی کو نہ ہو سکی حالانکہ قرآن مجید نے کھلے الفاظ میں بار بار چیلنج دیا کہ اگر تم قرآن مجید کی حقانیت اور کلام اللہ ہونے میں تردد اور شک میں مبتلا ہو تو لاؤ کوئی آیات بنا کر جو اس قرآن مجید کی طرح ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ چیلنج تا قیامت قائم و دائم ہے۔ ارشاد ربانی ہے!

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

"کہہ دیجئے (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اس پر تمام انسان اور جنات جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن لائیں تو اگر یہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں تو پھر بھی نہ لا سکیں گے۔"

یہ قرآن مجید کا واضح چیلنج ساڑھے چودہ سو سال سے دیا جا رہا ہے مگر آج تک کسی کو بھی اس کو پورا کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مادیت کے اس دور میں جبکہ دین اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں قسم قسم کے الزامات اور نکتہ چینیاں اسلام پر اسلامی احکامات پر حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس بھی اُن کے ناپاک تنقید سے محفوظ نہیں مگر اس کے باوجود بھی انہوں نے قرآن مجید جیسی کتاب تو بہت بڑی بات ہے اس جیسی کلمہ تک بنانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔

صداقت قرآن کی نشانی

معزز سامعین! جب کسی بھی دشمن کو للکارا جاتا ہے یا چیلنج کیا جاتا ہے تو وہ اپنی ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن قرآن مجید ان کی تمام کوششوں کی ناکامی کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا اگر تم یہ کام نہ کر سکو یعنی قرآن مجید جیسی کوئی آیت نہ بنا سکو اور ہرگز ہرگز یہ کام تم نہیں کر سکتے تو ہم غور کریں کہ تمام انسانوں اور جنات کو اتنا بڑا چیلنج دنیا قرآن

مجید کی صداقت اور کلام اللہ ہونے کی سب سے بڑی اور واضح دلیل ہے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھیں کہ کافر کو یہ بات ہضم بھی نہیں ہو رہی تھی کہ یہ چیلنج سن کر جواب نہ دیں انہوں نے اپنی بھرپور کوشش کی مگر خائب و خاسر ہو کر ذلیل ہوئے۔

ابن مقفع کا اعتراف اعجاز

ابن مقفع دوسری صدی ہجری کا بڑا مشہور اور قادر الکلام شاعر اور ادیب گزرا ہے اسے بعض لوگوں نے تعریف کر کے بانس پر چڑھا دیا اور اس سے درخواست کی کہ سب کام چھوڑ کر قرآن کی کوئی مثل تیار کر دو تمہیں عربی لغت پر فصاحت و بلاغت اور شعر و نثر پر جو قدرت حاصل ہے اس کے پیش نظر تمہارے لیے یہ کام کچھ زیادہ مشکل نہیں ابن مقفع ان باتوں میں آ گیا یوں بھی جو شخص بانس پر چڑھا ہوا ہو اسے چیزیں اپنی صورت میں دکھائی نہیں دیتیں اس نے کہا میرے لیے ایک سال کے اخراجات کا انتظام کر دو میں قرآن کو مثل بنا کر مسلمانوں کے خدا کے چیلنج کا عملی جواب دے دونگا انہوں نے اس کا مطالبہ فوراً پورا کر دیا اور ابن مقفع ایک الگ تھلگ مکان میں ڈھیر سارا کاغذ قلم اور دوات لے کر بیٹھ گیا چھ ماہ کے بعد اس کے اخراجات کا انتظام کرنے والوں کو خیال ہوا کہ ابن مقفع کی اب تک کی کارکردگی کو دیکھنا چاہیے وہ جب پہنچے تو دیکھا ابن مقفع گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا قلم ہاتھ مین ہے اور لکھنے کا سامان سامنے پڑا ہوا ہے اور اس کے پیٹھ کے پیچھے پھاڑے ہوئے کاغذوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے آنے والوں نے جب اس سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اب تک کی کارکردگی دکھاؤ تو اس نے ندامت سے سر جھکایا اور بڑی بے بسی سے کہا میرے دوستو! کہ جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں مسلسل اس کوشش میں ہوں کہ قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کی مثل تیار کر سکوں مگر جب بھی چند سطریں لکھتا ہوں تو میرا ضمیر کہتا ہے کہ قرآن کی کوئی مثل نہیں ہے چنانچہ میں اس ورق کو پھاڑ دیتا ہوں اور دوسرے ورق پر لکھنا شروع کر دیتا ہوں لکھنے کے بعد جائزہ لیتا ہوں قرآن کے ساتھ ملا کر دیکھتا ہوں تو پھر محسوس ہوتا ہوں کہ یہ قرآن کی مثل نہیں ہے یوں اس نے لکھ لکھ کر لاتعداد ورق پھاڑ دیئے مگر اس کلام کی مثل تیار نہ کر سکا۔

اعجاز وفضیلت قرآن

محترم سامعین! یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ تا قیامت اس طرح کی کوئی کتاب کوئی حرف حتی کہ لفظ تک نہیں بنا سکا۔ جب ایسی بے مثال کتاب اور کلام الٰہی کا ظاہری اعجاز اور فضیلت یہ ہو تو اس کا روحانی اور باطنی اثرات کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

عن ابی سعیدؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یقول الرب

تبارك و تعالىٰ: من شغله القرآن وذكرى عن مسألتى اعطيته افضل ما اعطى السائلين فضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه۔

''حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی میں اپنے رب کا یہ ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں، جس شخص کو قرآن مجید کی مشغولیت کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی۔ میں اس کو دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سرے کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے۔'' (رواہ الترمذی)

بہرحال قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ہر کلام کی فضیلت اور مقام مرتبہ اس کے متکلم اور جس کا کلام ہو اس سے لگایا جاتا ہے۔ جب کلام ہی حقیقی بادشاہ کا ہو تو جس طرح بادشاہ بے مثال اور لم یزل ذات ہے تو اس کا کلام بھی بے مثال اور لم یزل ہوگا۔ جیسے کہتے ہیں کلام الملوک ملوک الکلام کہ بادشاہوں کا کلام بھی کلام کا بادشاہ ہوتا ہے اسی وجہ سے تو فرمایا کہ اس قرآن مجید کو تمام کتابوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے (رب العالمین کو) تمام مخلوقات پر۔

صاحب قرآن کا مقام

محترم حضرات! جب اتنا بہترین اور بے مثال کلام جس کی فضیلت کا اندازہ ہم کو مختصر طور پر سامنے آیا ہے جب ہم اپنائے گے۔ اس کی تلاوت کا اہتمام کریں گے اس کا علم سیکھیں گیں اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے تو ہم بھی فضیلت کے مستحق ٹھہرائے جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حافظ قرآن کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

عن عبد الله ابن عمر و رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: يقال لصاحب القرآن اقرأ ورتق ورتل كما كنت ترتل فى الدنيا فان منزلك عند آخر آية تقرؤبها (رواه الترمذى)

''حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا: قرآن شریف پڑھتا جا اور (جنت کے درجوں) پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تم نے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا بس تیرا مقام وہی ہوگا جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ہوگی۔''

مطلب یہ کہ ہر ایک آیت کی تلاوت پر حافظ قرآنی کا درجہ بلند ہوتا چلے گا اور جب آخری

آیت پر پہنچے گا تو وہ اس کا مقام و مرتبہ ہوگا۔ اتنا اونچا مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ حافظ قرآن اور حامل قرآن کو دے گا۔ ان درجات کا اندازہ ہم اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔ ہمارے سامنے تو دنیا ہے اور دنیا کے درجات ہیں۔ ہماری ساری محنت اور کوشش اس دنیا کے لئے ہے۔ اسی دنیا کے درجات کیلئے ہماری کوشش جاری رہتی ہے کبھی سفارش، کبھی منت اور کبھی رشوت دیکر ترقی حاصل کرتے ہیں کہ ہماری عزت اور ترقی ہو جائے حالانکہ حقیقی عزت اور ترقی اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان کتاب میں رکھی ہوئی ہے۔

حافظ قرآن کے والدین کا اعزاز

چنانچہ حدیث مبارکہ میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ حافظ قرآن کے والدین کو جنت کا بہترین تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔

عن معاذ الجهنی قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من قرأ ء القرآن و عمل بما فیه اُلبس والداه تاجاً یوم القیٰمة ضوء ہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم باالذی عمل بهذا۔ (رواه احمد)

''حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جسکی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو۔ پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے بارے میں جو خود عامل ہے۔''

مطلب یہ کہ آفتاب جب اتنی دور سے روشنی پھیلاتا ہے۔ جو ہم سے کروڑوں میل کے فاصلے پر ہے اور جب یہ گھر میں آجائے تو اس روشنی کا کیا اندازہ ہوگا۔ اس حدیث مبارک میں جب کہ ایک طرف قرآن کے قاری اور عامل کی فضیلت کا ذکر ہے تو دوسری طرف والدین پر انعام واکرام کا ذکر بھی ہے کہ جو والدین اپنی اولاد کو قرآن مجید کی تعلیم دلواتے ہیں تو وہ والدین بھی بڑی عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ اسی وجہ سے انعام کے طور پر اُن والدین کے درجات بھی بلند ہونگے جو اپنی اولاد کو قرآن علوم سے مزین کرتے ہیں۔

والدین کی ذمہ داری اپنی بخت بیداری

بہر حال والدین پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دینی قرآنی تعلیم سے آراستہ کرنے میں کما حقہ اپنا ذمہ ادا کرے۔ حضرت بریدہؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ

ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کو ایک تاج پہنایا جائے گا جو نور سے بنا ہوگا۔ اور اس کے والدین کو دو جوڑے پہنائے جائیں گے کہ تمام دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی، والدین عرض کریں گے اے اللہ یہ جوڑے کس چیز کے بدلہ میں عطا ہوئے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تمہارے بچے کے قرآن مجید پڑھنے کے صلہ میں۔ اسی طرح حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن مجید سکھلا دے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص اپنے اولاد پر قرآن مجید حفظ کرا لے تو اس کو قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کی طرح اٹھایا جائے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا کہ قرآن مجید پڑھنا شروع کر جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا تو باپ کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا حتی کہ پورا قرآن مجید ختم کر لے۔

شفیع خاندان، حافظ قرآن

محترم سامعین! یہ چند فضائل قرآن مجید کے پڑھنے اور پھر اپنی اولاد کو پڑھانے کے ذکر کیے اگرچہ ان فضائل سے احادیث مبارکہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اب ہم سوچیں کہ ہم اپنی اولاد کو قرآن مجید سیکھنے کیلئے کتنی توجہ دیتے ہیں۔ بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں قرآن مجید اور دینی علوم کو حاصل کرنا اضافی کام محسوس ہوتا ہے اور اس کے حاصل کرنے کیلئے بھی صرف چند منٹ نکال کر اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ جب اپنے بچے کو قرآن مجید کی تعلیم دینے پر اتنے بڑے فضائل واکرامات ہیں تو دوسری طرف اس بچے کو قرآن مجید کی تعلیم سے محروم کرنا بھی بڑی نقصان کی بات ہے دنیا میں بھی بڑی مصیبت بن جائے گی اور آخرت میں بھی اس کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔ حدیث مبارکہ میں واضح الفاظ ذکر ہے کہ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ کہ ہر شخص سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا کہ ان کو کتنا قرآن مجید اور دینی علوم سکھائے۔

بہر حال قرآن مجید ہر لحاظ سے نافع اور مرقع خیر و برکت ہے جو صرف حامل قرآن کیلئے ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے پڑھنے والے کے تمام خاندان کیلئے نافع اور شفاعت کا سبب ہے چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

> عن علیؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم من قراء القرآن فاستظھرہ فاحل حلالہ وحرم حرامہ ادخلہ اللّٰہ الجنۃ وشفعہ فی عشرۃ من اھل بیتہ کلھم قد وجبت لہ النار۔ (رواہ الترمذی)

''حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن مجید کو پڑھا پھر حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کے شفاعت قبول فرمادیں گے جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہوگی یعنی اس کے خاندان کے فساق و فجار آدمی بغیر سزا کے ہی حافظ القرآن کی سفارش پر جنت میں داخل ہونگے۔''

مشکلات کو حل کرنے والی کتاب

محترم دوستو! قرآن مجید ہماری تمام دنیاوی اور دینی مشکلات کو حل کرنے والی کتاب ہے جس طرح آخرت میں بڑے بڑے انعامات کا سبب ہے تو اس طرح دنیا میں بھی بڑے بڑے مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ خواہ وہ مشکلات جھگڑے اور فساد کی صورت میں ہوں یا مختلف انسانی ظاہری بیماریوں کی صورت میں ہر چیز کا حل اس عظیم الشان کتاب میں موجود ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

وعن عبدالملك بن عمير مرسلا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى فاتحة الكتاب شفاء من كل داء ۔

(رواہ الهراری والبیهقی فی شعب الایمان)

''عبدالمالک بن عمیر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہے کہ سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ یعنی ہر قسم کی بیماری کا علاج سورۃ الفاتحہ میں موجود ہے اسی وجہ سے اس کا ایک نام سورۃ الشفاء بھی ہے صحابہ کرامؓ اس سورت کو سانپ کے ڈسے ہوئے مریض پر دم کرتے اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرماتے۔''

اسی طرح دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

عن عطاء بن ابى رباح قال بلغنى ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من قراء يٰسٓ فى صدر النهار قضيت حوائجه (رواه الدارمى)

''عطاء ابن رباح فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورۃ یٰسین شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائے گی۔ یعنی صبح سویرے سورہ یاسین کی تلاوت تمام ضروریات زندگی کو آسان بنا دیتی ہے۔''

رب کائنات ہم سب کو قرآن مجید سیکھنے سکھانے کی توفیق عطا فرما کر ہمارے زنگ آلودہ قلوب کو اس بابرکت کتاب کے نور سے موتر فرمادیں آمین

ڈاکٹر بدرالحسن القاسمی (کویت)

''فقہ البیوع''
مولانا محمد تقی عثمانی کا ایک نیا علمی کارنامہ

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب اپنی فقہی بصیرت اور علمی مقام ومنزلت کے لحاظ سے اسلامی دنیا کی چند منتخب اور نادرۂ روزگار شخصیتوں میں سے ہیں، انکے سارے ہی علمی کارنامے خصوصی امتیاز کے حامل ہیں، انکے اوپر حضرت حکیم الأمت کا مولانا مناظر احسن گیلانی کے بارے میں کہا ہوا جملہ

''مناظر احسن کے سارے ہی مناظر اَحسن ہیں''

صادق آتا ہے کہ انکے بھی سارے ہی علمی کارنامے ممتاز و بے مثال ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی بے مثال شرح مسلم ''فتح الملهم'' کی تکمیل ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے، اس کے علاوہ عربی اور اُردو زبان میں انکے فقہی مقالات، انکے بے شمار اصلاحی خطبات، انکے دلچسپ اور معلومات افزا سفرنامے سبھی ع کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست کا مصداق ہیں۔

انکی قرآن کریم کی آسان تفسیر اور نیا ترجمہ بھی قابل قدر ہے، انکے فکر وفہم میں اللہ تعالیٰ نے جو گہرائی، سلامتی اور توازن رکھا ہے وہ ان کا ہی حصہ ہے۔

عربی زبان میں انکی نئی کتاب ''فقہ البیوع علی المذاھب الأربعۃ'' (چاروں فقہی مکاتب فکر میں بیع وشراء کے احکام) کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے اس کی اہمیت کا راز کتاب کے نام کے آخری حصہ میں مضمر ہے یعنی

مع التطبيقات المعاصرة مقارناً بالقوانين الوضعية

(نئے مسائل کے حل اور خودساختہ قوانین سے موازنہ کے ساتھ)

یعنی کتاب میں بیوع یا تجارت کے مسائل واحکام کے بارے میں صرف مذاہب اربعہ کے بیان پر اکتفا

نہیں کیا گیا ہے بلکہ موجودہ زمانہ کے مسائل پر ان کے انطباق اور انکی روشنی میں جدید مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے، اور ایک نئی چیز کا اضافہ یہ کیا گیا ہے "وضعی" یعنی انسانی قوانین سے انکا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔

کتاب کا آغاز ایک گرانقدر مقدمہ سے ہوتا ہے جسمیں "فقہ اسلامی" کی عظمت واہمیت کے ذکر کے ساتھ اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ تجارتی واقتصادی مسائل کے جس قدر جزئیات "فقہ اسلامی" میں مذکور ہیں دنیا کے کسی قانون میں نہیں مل سکتیں کیونکہ اس کا رشتہ براہِ راست قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑا ہوا ہے، پھر فقہائے اسلام کی باریک بینی اور دقت نظر نے تجارتی زندگی کے تمام شعبوں کا جس طرح احاطہ کیا ہے اسکی نظیر دنیا کے کسی اور قانون میں نہیں مل سکتی۔

مولانا کا کہنا ہے کہ "اسلامی فقہ" یا شرعی احکام پوری اسلامی تاریخ میں نافذ رہے ہیں البتہ استعماری طاقتوں نے عالم اسلامی پر قبضہ کرکے اس پر عمل کو معطل کردیا جس سے دو نقصان رونما ہوئے۔

ایک یہ کہ "فقہ اسلامی" کی ترقی رک گئی کیونکہ جو قانون نافذ ہو وہ زندگی کی ضرورتوں کے پھیلاؤ کے ساتھ پھیلتا رہتا ہے چنانچہ کورٹ کچہری میں جب اسلامی قوانین کی جگہ مغربی قوانین نے لے لی تو "فقہ اسلامی" کا رشتہ زندگی سے ٹوٹتا گیا، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ "فقہ اسلامی" انسانی زندگی سے مربوط علم ہے چنانچہ جس طرح زندگی کا کارواں ہر دم رواں، پیہم دواں ہوتا ہے اسی طرح "فقہ واستنباط" کے عمل کو بھی ہر دم مخصوص ضوابط کے تحت جاری وساری رہنا چاہئے۔

اس حادثہ کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ "فقہ اسلامی" کا عظیم و بے مثال ذخیرہ بااقتدار حلقوں کی نظر سے اوجھل ہوتا چلا گیا اور قانون سازوں اور قانون نافذ کرنے والوں کی معلومات کا سارا اثاثہ مغربی قوانین بن کر رہ گئے چنانچہ جب بھی اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات سامنے آئی تو مغرب زدہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ یہ تو معاشرہ کو پیچھے لیجانے کی کوشش ہے، آخر ۱۴ر سو سال پہلے کا قانون آج کی زندگی سے کس طرح ہم آہنگ ہوسکتا ہے؟

حالانکہ اسلامی شریعت کا امتیاز ہی یہی ہے کہ وہ ہر زمانہ اور ماحول میں روشنی دکھلانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس پر مبنی قوانین قیامت تک حقیقی ترقی کی شمع فروزاں رکھنے کی شان رکھتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کی شخصیت جدید وقدیم کی سنگم ہے، وہ انتہائی محتاط فقیہ ہونے کے ساتھ جدید قوانین پر بھی انکی نظر اتنی ہی گہری ہے اسلئے انکی تحریروں میں فقہی بصیرت کے نور کے ساتھ جدید تقاضوں کی بھی بھرپور رعایت ہوتی ہے اور فقہی مسائل میں انکی تحقیق عموماً اہل علم کی نظر میں بھی آخری

فیصلہ کی حیثیت رکھتی ہے یا کم ازکم انتہائی باوزن رائے سمجھی جاتی ہے چنانچہ "الهيئة الشرعية للرقابة والمحاسبة" جو اسلامی مالیاتی مسائل کے "معیار" طے کرتا ہے اسکی صدارت کے منصب پر بھی آپ ہی فائز ہیں۔ انھوں نے خود ہی یہ بات لکھی ہے کہ جس وقت وہ اسلامی عدالت میں جج کے فرائض انجام دے رہے تھے تو عام قوانین کی تشریح انکی زبان سے سن کر چیف جسٹس یہ کہہ اٹھے کہ مولانا ہمارے قوانین کو ہم لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، تو کسی نے کہا کہ ہاں انہوں نے قانون کی ڈگری بھی تو امتیازی درجہ سے حاصل کر رکھی ہے۔

مولانا نے کہا کہ یہ وجہ نہیں ہے بلکہ "فقہ اسلامی" سے میرے شغف اور اس کی باریکیوں پر غور وخوض کی وجہ سے مجھ میں یہ صلاحیت پیدا ہوئی ہے۔

کتاب کے بنیادی ابواب تو اِن عناوین کی شکل میں ہیں:

- بیع کی حقیقت اور اس کے انعقاد کا طریقہ
- متعاقدین سے متعلق مسائل
- مبیع اور ثمن کے احکام اور انکی شروط
- نقود کی تعیین کا حکم
- عوضین کی ادائیگی کے طریقہ کے لحاظ سے بیع کی تقسیم
- بدلین کی نوعیت کے لحاظ سے بیع کی تقسیم
- بیع کے آثار کے لحاظ سے بیع کی تقسیم
- آزاد تجارت میں حکومت کی مداخلت کی حدود
- مال حرام کے احکام
- ایکسپورٹ وامپورٹ کے مسائل
- اقالہ کی حقیقت

کتاب ۱۲۵۸ صفحات پر مشتمل ہے اور آخر میں ۲۳۵ دفعات پر مشتمل مسودہ قانون بھی ہے جو اسلامی اُصول تجارت کے بارے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور مولانا کی فقہی وقانونی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔

لیکن ضمنی ابواب کے تحت بہت سے قدیم وجدید مسائل کی عقدہ کشائی کی گئی ہے، مثال کے طور پر بیع کی حقیقت، ایجاب وقبول کے بارے میں فقہاء کی آراء، مال کی تعریف، تراضی طرفین کا مفہوم، ایجاب وقبول کے الفاظ، تحریری طور پر انجام پانے والے معاملات، عقود کیلئے جدید آلات کا استعمال، ایجاب کے

ساقط ہوجانے کی شکل، خاموش لین دین کے ذریعہ بیع، آٹومیٹک مشینوں کے ذریعہ خرید وفروخت، عربون اور نیلام کے مسائل، عقود میں وعدوں کی حیثیت اور اس پر مرتب ہونے والے احکام، پھر ہر باب سے متعلق نئے مسائل اور انکے بارے میں عصر حاضر کے علماء کی رائے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ اس کتاب کے ذریعہ مولانا نے جو سب سے اہم کام انجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر باب کے تحت تجارت معیشت اور بینکنگ سے جڑے ہوئے دسیوں نئے مسائل کا فقہی حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن میں:

سلم موازی، شرط جزائی، Bot، تورق منظم وتورق عکسی، تمویلی تأجیر، ملکیت پر منتہی ہونے والا اجارہ، کریڈٹ کارڈ، ڈیبٹ کارڈ، چارج کارڈ، بینک کے چیک، شخصی چیک، بوفیہ میں کھانے کا حکم، پنشن کی بیع، جیلاٹین کا حکم، الکحل ملی ہوئی دواؤں کا حکم، شیئرز کی خرید وفروخت کا حکم شامل ہے۔اور اپنی اختیار کردہ رائے کی تائید میں جدہ اکیڈمی کی قراردادوں کے علاوہ حضرت مولانا تھانویؒ، حضرت مفتی محمد شفیعؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمود حسن گنگوہیؒ وغیرہ کے فتاوے کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

آج کی دنیا کا سب سے پیچیدہ مسئلہ حلال وحرام کے درمیان تمیز اور کھانے پینے سے لیکر استعمال کرنے اور برتنے کی چیزوں تک میں حلال کے ساتھ حرام کی آمیزش اتنے بڑے پیمانہ پر ہورہی ہے کہ مکمل طور پر حرام سے بچنا مشکل سے مشکل تر مسئلہ بن گیا ہے۔

کاروباری معاملات میں عام طور پر لوگوں کے سوالات اس طرح کے کثرت سے ہوا کرتے ہیں کہ سودی بینکوں میں ملازمت کا کیا حکم ہے؟ انشورنس کمپنیوں میں کام کرنے والوں کی آمدنی حلال ہے یا حرام؟ اسٹاک ایکسچینج میں اور اسی طرح ایسے ہوٹلوں میں کام کرنے والوں کی دعوت قبول کی جائے یا نہیں جہاں حلال کیساتھ حرام مأکولات ومشروبات بھی پیش کئے جاتے ہیں؟ اسی طرح ان ایرلائنوں کا کیا حکم ہے جن میں شراب وغیرہ پیش کرنے کا عام رواج ہے؟

اس کتاب میں ان سوالات کے جواب میں صرف جائز وناجائز یا حلال وحرام کا فتویٰ دینے کے بجائے اس طرح کے کاروبار کا فنی وفقہی تجزیہ کیا گیا ہے، فقہاء کی آراء لکھی گئی ہیں، وہ اُصول بیان کئے گئے ہیں جن پر اس طرح کے احکام مبنی ہوا کرتے ہیں اس کے بعد پھر احکام کو ان اُصولوں سے مربوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ ’’مال حرام کے احکام‘‘ کے زیر عنوان غصب کردہ مال کی حیثیت، غصب کردہ سامان کی فروختگی، غصب کردہ سامان میں تبدیلی، غصب کردہ نقود کے ذریعہ خریداری، حرام وحلال مخلوط مال کا حکم، غصب کردہ مال سے حاصل ہونے والے منافع، ان منافع کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کا حکم، بغیر

اجازت دوسرے کی بکری اگر کسی نے ذبح کرلی ہو تو اس کے گوشت کا حکم، بیع فاسد کے نتیجہ میں ملکیت کا حصول وغیرہ ان تمام اُمور کی تنقیح کے بعد یہ احکام لکھے گئے ہیں کہ:

- ایسا تاجر جو شراب وخنزیر کی تجارت کرتا ہو اور اس کی تمام تر آمدنی حرام کی ہو اس کا نہ تو ہدیہ قبول کرنا جائز ہے نہ اسکی دعوت میں جانا صحیح ہے اور نہ اس سے لین دین کا تعلق رکھنے کی شرعاً اجازت ہے۔

- ایسے ہوٹل، ریسٹورنٹ، ایرلائنز وغیرہ جس میں حلال کے ساتھ حرام غذا ومشروب بھی پیش کیا جاتا ہو اسکی ملازمت سے بچنے کی ضرورت ہے لیکن ان جگہوں پر اگر کسی نے ملازمت کررکھی ہو تو ملازم کی تنخواہ کو حرام نہیں کہا جاسکتا، لیکن انکے شیئرز خریدنے کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ بعض معاصر فقہاء نے اس صورت میں شیئرز خریدنے کی اجازت دی ہے جبکہ حرام کا تناسب ۰۵/۱ یا اس سے کم ہو۔

وہ شخص جسکی آمدنی صرف سودی کاروبار سے ہو اس سے بھی لین دین نہیں کہا جاسکتا اور جہاں تک سود پر مبنی عقود کو فقہ حنفی میں بیع فاسد کے حکم میں قرار دینے کی بات ہے تو اس سے مراد ''ربا القرض'' نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح انہوں نے سودی بینکوں میں کرنٹ اکاؤنٹ، سیونگ اکاؤنٹ اور فکس ڈپازٹ وغیرہ رکھنے یا ایل سی کھولنے وغیرہ کے احکام الگ الگ بیان کئے ہیں، انشورنس کمپنیوں کی بھی الگ الگ نوعیت کے لحاظ سے احکام بیان کئے ہیں...... غرض یہ کہ اس کتاب کو اگر باقاعدگی سے پڑھا اور پڑھایا جائے تو اس سے فقہی صلاحیت کو فروغ دینے اور نئے مسائل کو قدیم فقہی ذخائر کی روشنی میں سمجھنے میں مدد ملے گی۔

خلاصہ یہ کہ ''فقہ البیوع'' مولانا محمد تقی عثمانی کی نہایت ہی اہم اور منفرد نوعیت کی کتاب ہے جسکی ضرورت تو ایک عرصہ سے علمی حلقوں میں محسوس کی جارہی تھی لیکن ذہنوں میں اس کا واضح نقشہ نہیں تھا کہ جدید تقاضوں کو فقہ کی روایتی تالیف میں کس طرح ملحوظ رکھا جائے، یا ایسا کوئی فقہی ذخیرہ کس طرح مرتب کیا جائے کہ فقہائے متقدمین کی تصریحات کو مکمل طور پر اس کی تمام باریکیوں کے ساتھ اس میں سمونے کے بعد نئے مسائل کا حل انکی روشنی میں پیش کیا جائے، اس لحاظ سے مولانا کی یہ تصنیف سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، اور فقہائے کرام کیلئے فقہی موضوعات پر لکھنے کی ایک نئی راہ کھولتی ہے، اجتہاد کا دعویٰ کرنے والوں کی ناپختہ تحریریں تو بے شمار ہیں جنمیں آیات واحادیث کو سیاق وسباق سے الگ کرکے معاملات کی حلت وحرمت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

ضرورت ہے کہ یہ کتاب فقہ والافتاء کے نصاب کا جزء بنے اور فقہ کی تعلیم کے اعلیٰ مراکز اور تخصص کے شعبوں اور شریعت کالجوں میں اس سے فائدہ اٹھایا جائے، اسلئے قدیم وجدید دونوں حلقوں سے ہماری گزارش ہے کہ: جامی نشان منزل مقصود می دہد اے کاروان راہ طلب اَین تذ مبون؟

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف

مورخہ ۱۴رمئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات کو دارالعلوم حقانیہ میں ۶۸ ویں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا انعقاد ہوا۔ حسب روایت اس سال بھی اس مبارک تقریب میں ہزاروں افراد نے شدید گرمی کے باوجود شرکت کی۔ اس موقع پر ڈیڑھ ہزار فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔ سہ پہر چار بجے باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی۔ دارالعلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور خطاب فرمایا۔ اس مبارک تقریب میں ملک کے اہم علماء کرام اور مشائخ عظام، قدیم حقانی فضلاؤں نے بھی شرکت فرمائی۔ الحمدللہ یہ مبارک تقریب دارالعلوم کی نئی جامع مسجد کی نوتعمیر شدہ چھت اور اس کے زیرتعمیر تہ خانے کے فرش پر منعقد ہوئی۔ پھر اسی چھت پر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے پہلی نماز (نماز عصر) کی امامت فرمائی۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات اور تعطیلات

مورخہ ۹رمئی ۲۰۱۵ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے۔ بحمدللہ امتحانات بخیروخوبی اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے پھر دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف کے بعد ۱۶رمئی ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ وفاق المدارس کے زیرانتظام امتحانات ہوئے اور ۶ دن جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوئے اور دارالعلوم میں سالانہ ڈھائی ماہ کی تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

نائب وزیر حج شیخ عبدالعزیز العمار کی دارالعلوم حقانیہ آمد

سعودی عرب کے نائب وزیر حج فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز العمار اور رابطہ عالم اسلامی کے سربراہ شیخ محمد بن سعد الدوسری دارالعلوم حقانیہ حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کیلئے ۲۰ اپریل ۲۰۱۵ء کو تشریف لائے، مہمانوں کی آمد پر دارالحدیث حال میں تقریب کا اہتمام کیا گیا، جس میں مہمانوں کیلئے استقبالیہ پیش کیا گیا۔

امام کعبہ سے خصوصی ملاقات

امام کعبہ شیخ خالد الغامدی کی پاکستان آمد پر سعودی سفارتخانے کی طرف سے دیئے گئے عشائیے میں مولانا مدظلہ نے خصوصی ملاقات کی۔اس موقع پر راقم الحروف کے علاوہ دیگر اہم مذہبی اور سیاسی قیادت بھی موجود تھی۔

دارالعلوم کی تاریخی اور قدیم جامع مسجد کی شہادت اور نئی جامع مسجد کی تعمیر

دارالعلوم حقانیہ کی نئی جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کا کام زور وشور سے جاری ہے،الحمدللہ تہہ خانے کی اکثریتی حصے کی چھت (دس ہزار سکوائر فٹ) مکمل ہونے کو ہے،اب مزید توسیع کیلئے دارالعلوم کی قدیم تاریخی مسجد کو شہید کرنے اور اُسے نئی مسجد میں ضم کرنے کا وقت آ گیا ہے۔لہٰذا چھٹیوں سے فائدہ لیتے ہوئے اِسے شہید کرنے کا کام شروع کیا گیا ہے۔۲۲ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک کو اس تاریخی اور خوبصورت ترین مسجد میں آخری نماز جمعہ کا خطبہ شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب،خطیب مسجد ہذا نے پڑھایا۔علاقہ بھر کے سینکڑوں افراد نے مختصر اطلاع پر نماز جمعہ میں شرکت کی۔اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب کی حالت دیدنی تھی،آپ اس موقع پر بار بار مسجد کی جدائی میں آبدیدہ ہوتے رہے،دیگر اساتذہ اور شرکاء بھی انتہائی مغموم تھے،بعد میں نماز جمعہ کے بعد شیخ الحدیث بانی دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا عبدالحقؒ کے طریقہ کار کے مطابق شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب،شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب (دیر باباجی)،حضرت مولانا خیر البشر صاحب اور دیگر اہم اساتذہ ومشائخ نے ایک ایک کھدال سے اس کا آغاز کیا۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسجد کے وسیع وعریض تاریخی ہال میں جوفرش پر بنی صفیں ومصلے جو ڈیزائن کئے گئے تھے انہیں مولانا راشد الحق کی تجویز اور کوششوں سے الحمدللہ محفوظ بنالیا گیا ہے،تقریباً ۴۵۰ کے قریب یہ مصلے ہیں۔انہیں جدید ترین آلات وکٹرز کی مدد سے جناب مسعود صاحب و جناب طارق صاحب کی معاونت سے کاٹ کر کامیابی کے ساتھ منتقل کردیا گیا ہے جونئی مسجد کے تہہ خانے میں دوبارہ قابل استعمال کی جائیں گی،دراصل ادارے کا مقصد یہ ہے کہ ساٹھ سال قبل جن لوگوں نے صدقہ جاریہ کے طور پر مسجد میں حصہ ڈالا تھا ان کا حصہ اور ثواب مستقبل میں بھی برقرار رکھا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ مسجد کا سیمنٹ وچپس سے بنا تاریخی منبر بھی کامیابی کے ساتھ کاٹ کر محفوظ کردیا گیا ہے۔اِسی منبر پر ساٹھ برس ملکی و بین الاقوامی اساتذہ ومشائخ وعلمائے کرام وسیاسی زعماء ملت نے دعوت وتبلیغ وارشاد کا کام کیا ہے۔حضرت

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی نئی زیر ترتیب دس جلدوں میں زیر طباعت کتاب ''منبر حقانیہ سے خطبات مشاہیر'' اِسی منبر کی صداؤں کا مجموعہ ہے۔ اِس منبر کو بھی نئی مسجد کے تہہ خانے میں لگا دیا جائیگا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مسجد کے چھوٹے چھوٹے خوبصورت مینار بھی ان شاء اللہ محفوظ بنانے کی کوششیں جاری ہیں جنہیں مدرسے کے کسی ہاسٹل یا درسگاہوں میں لگا دیا جائے گا۔ اسی طرح اِس مسجد کے ہال ومحراب میں یکم جون بروز پیر بوقت عشاء پندرھویں شب (شب براءت) کو ساڑھے نو بجے آخری جماعت مولانا مفتی غلام قادر نعمانی صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئی جس میں دارالعلوم اساتذہ اور شعبہ حفظ کے سینکڑوں بچوں نے شرکت کی۔ نمازِ عشاء کے بعد حضرت مفتی صاحب نے اِس موقع پر اِس عظیم مرکزِ علم رُشدوہدایت کے بنانے والوں کے لئے خصوصی دعائیں کیں۔ تقریباً ساٹھ برس اس میں نمازیں ادا کی گئیں اور جگہ کی قلت کی بناء پر اس میں برسہا برس قرآن وحدیث اور درس نظامی کے درس ہوتے رہے اور ساٹھ برس تک طلباء نے اس میں مطالعہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام حضرات کی مغفرت فرمائے جنہوں نے اس تاریخی مسجد میں چندے دیئے اور اسکو بنایا اوراس کی تعمیر میں ہرطرح کی معاونت فرمائی۔ اس کا نعم البدل اللہ انہیں جنت الفردوس عطافرمائے امین۔

حضرت مولانا شیرعلی شاہ صاحب کی علالت

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے جید استاد، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب عارضہ قلب میں مبتلا ہیں، ہسپتال میں رہنے کے بعد واپس گھر منتقل ہوگئے ہیں گوکہ بیماری سے تھوڑی کمزوری پیدا ہوچکی ہے الحمدللہ پہلے سے بہت زیادہ شفایاب ہوگئے ہیں اوران شاء اللہ آئندہ سال دارالعلوم اسباق حسب سابق پڑھائیں گے کیونکہ حضرت شیخ صاحب دارالعلوم حقانیہ سمیت خیبر پختونخوا پاکستان کا ایک عظیم علمی، تحقیقی سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد شفا کاملہ عاجلہ مستمرہ اوردائمہ نصیب فرمائے۔ قارئین سے صحت یابی کیلئے دعاؤں کی اپیل کی جاتی ہے۔

وفیات: گزشتہ دنوں مرحوم جناب شفیق الدین فاروقی صاحب کے داماد جناب تنویر سیٹھی کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ حضرت مہتمم صاحب نے بمعہ اہل وعیال جنازہ میں شرکت کی۔ دارالعلوم کے رئیس دارالافتاء مولانا مفتی سیف اللہ حقانی کی خوشدامن ۱۴رمئی ۲۰۱۵ موضع دولت خیل ضلع لکی مروت میں انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ پابند صوم وصلاۃ اوراپنے علاقہ میں حفظ وناظرہ کی تدریس کی وجہ سے مشہور تھیں۔ اسی طرح مؤتمر المصنفین کے معاون مولانا محمد فہد حقانی کے چچا طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ قارئین سے تمام مرحومین کیلئے بلند درجات کیلئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال ۳۷-۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۶-۲۰۱۵ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	جمعرات	۱۳ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء
جدید دورہ حدیث شریف	ہفتہ	۱۵ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق یکم اگست ۲۰۱۵ء
جدید دورہ حدیث شریف	اتوار	۱۶ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲/اگست ۲۰۱۵ء
اعدادیہ، متوسطہ، اولیٰ، ثانیہ، دورہ حدیث شریف	پیر	۱۷ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۳/اگست ۲۰۱۵ء
ثالثہ، رابعہ، خامسہ، دورہ حدیث	منگل	۱۸ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۴/اگست ۲۰۱۵ء
تکمیل، سادسہ	بدھ	۱۹ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۵/اگست ۲۰۱۵ء افتتاح
موقوف علیہ	جمعرات	۲۰ شوال ۱۴۳۶ھ بمطابق ۶/اگست ۲۰۱۵ء

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان بمطابق ۱۳ جولائی سے ۱۶/شوال بمطابق ۲ اگست تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۶۔۱۷ شوال بمطابق ۲۔۳ اگست بروز اتوار۔پیر صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۷ شوال بمطابق ۳ اگست بروز پیر تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۷ شوال بمطابق ۳ اگست بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ: ۱ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔ نوٹ: ۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائیں گے۔لہذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو نوٹ: ۳ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جوامیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں نوٹ: ۴ **امسال** دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جسمیں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا نوٹ: ۵ ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے۔اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹوسٹیٹ بھی لانا ضروری ہے نوٹ: ۶ تمام قدیم طلباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لھذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں نوٹ: ۷ جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہش مند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں

دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ ۱۹ شوال بمطابق ۵ اگست بروز بدھ ہوگا۔

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر ''الحق''

تعارف وتبصرہ کتب

● **محاضرات تعلیم .... ڈاکٹر محمود احمد غازی**

مرحوم ڈاکٹر محمود احمد غازی کا نام علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں۔ محاضرات کے عنوان سے مختلف علوم سے متعلقہ ان کے افادات کو ایک وسیع پیانے پر عوام اور اہل علم میں پذیرائی حاصل ہوچکی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب تعلیم سے متعلق ان کے قیمتی خطبات کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے آٹھ خطبات اس سے پہلے الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالا سے 'مسلمانوں کی دینی وعصری نظام تعلیم، کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہوچکی ہے۔ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن نے اس میں ڈاکٹر غازی صاحب کے مزید چار تعلیمی خطبات کا اضافہ کرکے اسے' محاضرات تعلیم' کے نام سے شائع کیا ہے۔ یہ خطبات عالم اسلام میں تعلیمی تجربات، پاکستان میں دینی تعلیم، قدیم وجدید تعلیم میں ہم آہنگی، مسلمانوں کی تعلیمی روایت اور عصر حاضر اور عصر حاضر میں علما کی ذمہ داریاں جیسے اہم موضوعات پر دیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر خطبہ اپنے موضوع پر قارئین کو تازہ ترین (Up-to-date) معلومات فراہم کرتا ہے، اور تعلیمی مسائل پر غور وفکر کے لیے نئی راہیں کھولتا ہے۔ ڈاکٹر غازی صاحب مرحوم نے اپنی دینی تعلیم مدارس سے حاصل کی تھی، اوراس کے بعد ایک طویل عرصے تک وہ عصری تعلیمی اداروں میں رہے تھے، عصری اور دینی تعلیم کے امتزاج کی وجہ سے ان کی گفتگو میں توازن، اعتدال اور حقیقت پسندی کا پہلو نمایاں ہے۔ امید ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیم کے حوالے سے کام کرنے والے حضرات اس کاوش کو سراہیں گے اور مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے کیلئے اس سے روشنی حاصل کریں گے۔ ناشر: دارالعلم والتحقیق کراچی۔

● **سہ ماہی المظاہر (کوہاٹ) .... مولانا محمد طفیل قاسمی**

ضخامت: ۹۰ صفحات ...... قیمت: ۳۰ روپے فی شمارہ

ملنے کا پتہ: جامعہ مظاہر العلوم، ڈاکخانہ بل ٹنگ پنڈی روڈ کوہاٹ (0332 3009045)

آئے روز رسائل ومجلات شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن رسائل کی اس بھرمار میں بکثرت ایسے رسائل ہیں جو بہت سے زیادہ وقیع نہیں ہوتے، لیکن اُمید افزا بات یہ ہے کہ بعض رسائل ایسے بھی منظر عام

پر نمودار ہوتے ہیں، جن میں نہایت ہی اہم مضامین و مقالات شائع ہوتے ہیں، جن کی افادیت وقتی نہیں ہوتی، وہ بڑے وقیع اور نہایت قابل قدر ہوتے ہیں۔ اوران کی افادیت دیرپا ہوتی ہے، ان رسائل میں کوہاٹ کے افق سے طلوع ہونے والا نوزئیدہ وقیع مجلہ سہ ماہی ''المظاہر'' بھی ہے جس کی مدیر مولانا محمد طفیل قاسمی ہیں جو بڑی محنت وجانفشانی سے اس کی تیاری کے خدمات انجام دیتے ہیں اس دور میں انھوں نے بلاشبہ دین حق کی شمع روشن رکھنے کے لیے عہد آفریں کارنامہ انجام دیا ہے مولانا طفیل قاسمی، اوران کے رفقا کار، کی یہ حسین پیش کش ہر اعتبار سے لائق تحسین ہے، المظاہر کا تیسرا شمارہ بہت ہی خوبیوں سے مالا مال ہے، مولانا محمد طفیل قاسمی نے اداریے میں زور قلم صرف کیا ہے اور دیگر مقالات کی ترتیب میں اصحاب علم وقلم کی عظمت وشہرت کی بجائے مضامین کی افادیت کا لحاظ کیا گیا ہے، جو بلاشبہ ایک مستحسن اقدام ہے، خصوصاً محترم جناب سید خالد جامعی صاحب کے مضمون نے رسالہ کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ روایتی انداز سے ہٹ کر علمی مضامین کا چناو اگر چہ مشکلات سے خالی نہیں تاہم امت کا فائدہ اسی میں ہے کہ امت اپنے حقیقی اور زندہ مسائل اور چیلنجز سے آگاہ ہوسکے، الغرض ''المظاہر'' کا طلوع اوراس کا وجود مسعود امت کے لئے نیک شگون ہے۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

● ماتم نہ کیجئے .... مولانا محمد اقبال رنگونی

ضخامت: ۲۶۴ صفحات   ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد

اللہ عزوجل نے انسانیت کی مالی وجانی ہر قسم کے نقصانات سے بچنے کیلئے کامل دین اسلام ہی بھیجا ہے کامل دین وہی ہے جسے خاتم الانبیاء فخر الرسل وجہ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے ما انا علیه واصحابی سے خطاب فرمایا ہے جو شخص بھی اللہ کے اوامر کو نبی کریم ﷺ کے طریقوں پر پورا کرتا ہے تو یقیناً وہی انسان دنیا میں کامیابی اور آخرت میں نجات پائے گا ......زیر نظر کتاب حضرت مولانا محمد اقبال صاحب کی تصنیف ''ماتم نہ کیجئے'' ہے، جس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ماتمی افعال اور جسمانی تشدد جو اس زمانہ میں اہل تشیع حضرات نے فروغ دیا ہے تو نہ قرآن سے ثابت ہے نہ احادیث میں اس کا جواز ملتا ہے نہ ائمہ کرام کی ایک قول اس پر دلالت کرتی ہے اور نہ قیاس سے کوئی ثبوت ملتا ہے مولانا موصوف کے فاضلانہ قلم سے لکھے گئے یہ مضامین سینکڑوں کتابوں کا نچوڑ ہیں اور عصر حاضر کا ایک شاہکار ہے، اپنے موضوع پر منفرد کاوش ہے جس میں اہل تشیع کی اس مروجہ رسم کی جامع و مانع دلائل کے ساتھ علمی آپریشن کیا گیا ہے، اور اہم نقاط پر بہت زبردست بحث ہوئی ہے کتاب میں اہم نقاط خونی ماتم، بچوں کا سر چیرنا، زنجیر زنی کا غیر انسانی عمل اور آگ پر سجدے کا ماتم کرنا وغیرہ پر تفصیل سے رد ونقد کیا گیا ہے جو قابل دید اور لائق تحسین ہے۔ (مبصر: مولانا محمد اسحاق)

موتمر المصنفین کی نئی علمی، ادبی اور اصلاحی پیشکش

خوشخبری

دار العلوم کے گزشتہ ۶۷ سالہ دور میں جن مشاہیر علم وادب اور ارباب فکر ونظر علماء ومحدثین، صوفیائے کرام، مشائخ عظام واکابرین امت، نامور اہل قلم، دانشور ومصنفین، مذہبی وسیاسی زعماء نے دار العلوم حقانیہ کے منبر ومحراب سے جو خطبات فرمائے ہیں، ان کا مجموعہ

منبر حقانیہ سے

خطبات مشاہیر

کے نام سے ہزاروں صفحات پر مشتمل دس ضخیم جلدوں میں

یہ ذخیرہ دار العلوم کے سڑسٹھ (۶۷) سالہ دور پر محیط ہے علم وعمل، معارف وحکم، دعوت وجہاد، حکمرانی وسیاست اور تصوف وارشاد کا یہ بحر ذخار شناوران علم وحکمت کیلئے ایک عظیم نعمت ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ

جس کی ترتیب وتالیف وتخریج کا سارا کام کئی عرصہ سے

شیخ الحدیث حضرت **مولانا سمیع الحق** مدظلہ

خود انجام دے رہے ہیں۔ اکابرین امت کے فقہی علمی روحانی مذہبی سیاسی مسائل پر خیالات وافکار کا عظیم الشان مجموعہ طباعت کے مراحل میں

موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

Regd No.P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ

جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں

وسیع صحن، تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام

الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔